ماہنامہ
احمدیہ گزٹ
کینیڈا
مارچ 2014ء

حضرت شاہ نعمت اللہ ولی محدث دہلوی کی
حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارہ میں ایک پیشگوئی

قدرت کردگار مے بینم   حالت روزگار مے بینم

میں خدا تعالیٰ کی قدرتوں کا مشاہدہ کر رہا ہوں اور زمانہ کے حالات دیکھ رہا ہوں۔

از نجوم این سخن نمے گویم   بلکہ از کردگار مے بینم

علمِ نجوم کی بناء پر بیان نہیں کر رہا بلکہ خدائے کردگار کے دکھانے سے یہ دیکھ رہا ہوں۔

غین و رے سال چوں گذشت از سال   بُوالعجب کاروبار مے بینم

بارہ سو (۱۲۰۰)سال گزرتے ہی عجیب عجیب کام مجھ کو نظر آتے ہیں۔

زینتِ شرع و رونق اسلام   محکم و استوار مے بینم

میں دیکھتا ہوں کہ اس کے آنے سے شرع آرائش پکڑ جائے گی اور اسلام رونق پر آجائے گا۔
اور دینِ متینِ محمدی محکم اور استوار ہو جائے گا۔

آ حَ مَ و دال مے خوانم   نام آن نامدار مے بینم

میں ا،ح،م،د پڑھتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ اس نامور کا یہی نام ہو گا۔

مہدیِ وقت و عیسیٰ دوران   ہر دو را شہسوار می بینم

وہ اپنے وقت کا مہدی اور اپنے دور کا عیسیٰ ہو گا۔ میں اس شہسوار میں دونوں باتیں دیکھ رہا ہوں۔

چند اشعار از قصیدہ حضرت نعمت اللہ شاہ ولی رحمۃ اللہ علیہ (۵۶۰ سنہ ھ)
(''اربعین فی احوال المہدیّین'' مصنفہ حضرت شاہ محمد اسمٰعیل شہیدؒ مطبوعہ ۱۸۵۱ سنہ ء مصری گنج کلکتہ)

توبہ و مغفرت

یاد رہے کہ توبہ اور مغفرت سے انکار کرنا درحقیقت انسانی ترقیات کے دروازہ کو بند کرنا ہے کیونکہ یہ بات تو ہر ایک کے نزدیک واضح اور بدیہیات سے ہے کہ انسان کامل بالذّات نہیں بلکہ تکمیل کا محتاج ہے اور جیسا کہ وہ اپنی ظاہری حالت میں پیدا ہو کر آہستہ آہستہ اپنے معلومات وسیع کرتا ہے پہلے ہی عالم فاضل پیدا نہیں ہوتا۔ اِسی طرح وہ پیدا ہو کر جب ہوش پکڑتا ہے تو اخلاقی حالت اُس کی نہایت گری ہوئی ہوتی ہے چنانچہ جب کوئی نو عمر بچوں کے حالات پر غور کرے تو صاف طور پر اس کو معلوم ہوگا کہ اکثر بچے اس بات پر حریص ہوتے ہیں کہ ادنیٰ ادنیٰ نزاع کے وقت دوسرے بچہ کو ماریں اور اکثر اُن سے بات بات میں جھوٹ بولنے اور دوسرے بچوں کو گالیاں دینے کی خصلت مترشح ہوتی ہے اور بعض کو چوری اور چغلخوری اور حسد اور بخل کی بھی عادت ہوتی ہے اور پھر جب جوانی کی مستی جوش میں آتی ہے تو نفس امّارہ اُن پر سوار ہو جاتا ہے اور اکثر ایسے نالائق اور ناگفتنی کام اُن سے ظہور میں آتے ہیں جو صریح فسق وفجور میں داخل ہوتے ہیں۔ خلاصہ کلام یہ کہ اکثر انسانوں کے لئے اوّل مرحلہ گندی زندگی کا ہے اور پھر جب سعید انسان اوائل عمر کے تُند سیلاب سے باہر آجاتا ہے تو پھر وہ اپنے خدا کی طرف توجہ کرتا ہے اور سچی توبہ کر کے ناکردنی باتوں سے کنارہ کش ہو جاتا ہے اور اپنے فطرت کے جامہ کو پاک کرنے کی فکر میں لگ جاتا ہے۔ یہ عام طور پر انسانی زندگی کے سوانح ہیں جو نوع انسان کو طے کرنے پڑتے ہیں۔ پس اِس سے ظاہر ہے کہ اگر یہی بات سچ ہے کہ توبہ قبول نہیں ہوتی تو صاف ثابت ہوتا ہے کہ خدا کا ارادہ ہی نہیں کہ کسی کو نجات دے۔

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن، جلد23، صفحہ 192-193)

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

احمدیہ گزٹ کینیڈا

مسیح موعودؑ نمبر

جماعت احمدیہ کینیڈا کا تعلیمی، تربیتی اور دینی ماہنامہ مجلّہ

مارچ 2014ء جلد نمبر 43 شمارہ 3

فہرست مضامین

☆	قرآن مجید	2
☆	حدیث النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	2
☆	ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام	3
☆	خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خلاصہ	4
☆	تصدیق المسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام از حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ	5
☆	سیرت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام از حضرت مصلح موعودؓ تحقیق و ترتیب مکرم حبیب الرحمٰن زیروی صاحب	6
☆	حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جذبۂ خدمتِ اسلام تقریر جلسہ سالانہ یوکے 2013ء از مکرم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب	13
☆	ابتلاؤں کا دور اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قائم کردہ جماعت کا شاندار مستقبل از مکرم مولانا طاہر محمود احمد صاحب	20
☆	حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا شعری کلام از مکرم ابوالعارف سید سلیم شاہ جہان پوری صاحب مرحوم	22
☆	مکرم صاحبزادہ مرزا حنیف احمد صاحب وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن	24
☆	ہفت بندِ مظہر در بیان مظالم 1974ء از حضرت شیخ محمد احمد مظہر صاحب ایڈوکیٹ	25
☆	ہیومینٹی فرسٹ کینیڈا کی خدمات: نائجر میں ایک ماڈل ولیج کی تعمیر کا شاندار منصوبہ	28
☆	بعض دیگر مضامین، منظوم کلام اور اعلانات	29

رابطہ

editor@ahmadiyyagazette.ca

Tel: 905-303-4000 ext. 2241

www.ahmadiyyagazette.ca

نگران

ملک لال خاں

امیر جماعت احمدیہ کینیڈا

مدیر اعلیٰ

پروفیسر ہادی علی چوہدری

اعزازی مدیر

حسن محمد خان عارفؔ

مدیران

ہدایت اللہ ہادیؔ اور عثمان شاہدؔ

معاون مدیران

حافظ رانا منظور احمد اور شفیق اللہ

نمائندہ خصوصی

محمد اکرم یوسف

معاونین

آصف منہاس، مسعود ناصر، فوزیہ بٹ

تزئین و زیبائش

شفیق اللہ

مینیجر

مبشر احمد خالدؔ

قرآن مجید

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

هُوَالَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰی وَدِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡهِرَهٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّهٖ وَلَوۡ کَرِهَ الۡمُشۡرِکُوۡنَ ○

(سورة الصف 10:61)

وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ وہ اسے دین (کے ہر شعبہ) پر کلیۃً غالب کردے خواہ مشرک برا منائیں۔

نوٹ: اس آیت میں آنحضرت ﷺ کے عالمی نبی ہونے کا وضاحت سے ذکر موجود ہے یعنی آپ کسی ایک دین کے ماننے والوں کی طرف مبعوث نہیں ہوئے بلکہ تمام جہانوں میں ظاہر ہونے والے ہر دین کے پیروکاروں کی طرف مبعوث ہوئے ہیں اور غلبہ پائیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’یہ قرآن شریف میں ایک عظیم الشان پیش گوئی ہے جس کی نسبت علماء محققین کا اتفاق ہے کہ یہ مسیح موعود کے ہاتھ پر پوری ہوگی۔‘‘

(تریاق القلوب۔ روحانی خزائن، جلد 15، صفحہ 232)

حدیث النبی ﷺ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

عَنۡ اَبِیۡ هُرَیۡرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلۡاَنۡبِیَآءُ اِخۡوَةُ الۡعَلَّاتِ اَبُوۡهُمۡ وَاحِدٌ وَ اُمَّهَاتُهُمۡ شَتّٰی وَاَنَا اَوۡلَی النَّاسِ بِعِیۡسٰی ابۡنِ مَرۡیَمَ لِاَنَّهٗ لَمۡ یَکُنۡ بَیۡنِیۡ وَبَیۡنَهٗ نَبِیٌّ وَ اِنَّهٗ نَازِلٌ فَاِذَا رَاَیۡتُمُوۡهُ فَاعۡرِفُوۡهُ فَاِنَّهٗ رَجُلٌ مَرۡبُوۡعٌ اِلَی الۡحُمۡرَةِ وَ الۡبَیَاضِ سَبۡطٌ کَاَنَّ رَاۡسَهٗ یَقۡطُرُوَاِنۡ لَمۡ یُصِبۡهُ بَلَلٌ بَیۡنَ مُمَصَّرَتَیۡنِ فَیَکۡسِرُالصَّلِیۡبَ وَیَقۡتُلُ الۡخِنۡزِیۡرَ وَیَضَعُ الۡجِزۡیَةَ وَیُعَطِّلُ الۡمِلَلَ حَتّٰی یُهۡلِکَ اللّٰهُ فِیۡ زَمَانِهٖ الۡمِلَلَ کُلَّهَا غَیۡرَ الۡاِسۡلَامِ وَیُهۡلِکُ اللّٰهُ فِیۡ زَمَانِهٖ الۡمَسِیۡحَ الدَّجَّالَ الۡکَذَّابَ وَتَقَعُ الۡاَمَنَةُ فِی الۡاَرۡضِ حَتّٰی تَرۡتَعَ الۡاِبِلُ مَعَ الۡاَسَدِ جَمِیۡعًا وَالنُّمُوۡرُمَعَ الۡبَقَرِ وَالذِّئَابُ مَعَ الۡغَنَمِ وَیَلۡعَبَ الصِّبۡیَانُ وَالۡغِلۡمَانُ بِالۡحَیَّاتِ لَا یَضُرُّ بَعۡضُهُمۡ بَعۡضًا فَیَمۡکُثُ مَاشَآءَ اللّٰهُ اَنۡ یَّمۡکُثَ ثُمَّ یُتَوَفّٰی فَیُصَلِّیۡ عَلَیۡهِ الۡمُسۡلِمُوۡنَ وَیَدۡفِنُوۡنَهٗ

(سنن ابود اؤد ـ کتاب الملاھم، باب خروج الدجال صفحه 594 و مسند احمد بن حنبل، صفحه 437)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا انبیاء کا باہمی تعلق علّاتی بھائیوں کا سا ہے جن کا باپ ایک اور مائیں الگ الگ ہوں۔ میرا لوگوں میں سے عیسیٰ بن مریمؑ سے سب سے قریبی تعلق ہے کیوں کہ میرے اور اس کے درمیان کوئی نبی نہیں (اس قربِ روحانی کی وجہ سے میرا مثیل بن کر وہ ضرور نازل ہوگا) جب تم دیکھو تو اس حُلیئے سے اسے پہچان لینا کہ وہ درمیانے قد کا ہوگا۔ سرخ وسفید رنگ، سیدھے بال اس کے سر سے بغیر پانی استعمال کئے قطرے گر رہے ہوں گے یعنی اس کے بال چمک کی وجہ سے تَر تَر لگتے ہوں گے۔ وہ مبعوث ہو کر صلیب کو توڑے گا یعنی صلیبی عقیدے کا اِبطال کرے گا خنزیر قتل کرے گا یعنی خبیث النفس لوگوں کی ہلاکت کا موجب ہوگا پس اس کے ذریعہ صلیبی غلبے کا انسداد اور خنزیر صفت لوگوں کا قلع قمع ہوگا۔ جزیہ ختم کرے گا یعنی اس کا زمانہ مذہبی جنگوں کے خاتمہ کا زمانہ ہوگا۔ اس کے زمانے میں اسلام کے سوا اللہ تعالیٰ باقی اَدیان کو روحانی لحاظ سے بھی اور شوکت کے لحاظ سے بھی مِٹا دے گا اور جھوٹے مسیح دجّال کو ہلاک کرے گا اور ایسا امن وامان کا زمانہ ہوگا کہ اُونٹ شیر کے ساتھ، چیتے گائیوں کے ساتھ، بھیڑیئے بکریوں کے ساتھ اکٹھے چَریں گے۔ بچے اور بڑی عمر کے لڑکے سانپوں کے ساتھ کھیلیں گے۔ پس اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق جتنا عرصہ اللہ چاہے گا مسیح دنیا میں رہیں گے۔ پھر وفات پائیں گے مسلمان اُن کا جنازہ پڑھیں گے اور ان کی تدفین عمل میں لائیں گے۔

ارشادات سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام

اسی اُمت میں سے ایک نائب مقرر کیا جو مسیح موعود کے نام سے موسوم ہے اور اُسی کا نام خاتم الخلفاء ہے

اور چونکہ آنحضرت ﷺ کی نبوت کا زمانہ قیامت تک ممتد ہے اور آپ خاتم الانبیاء ہیں اس لئے خدا نے یہ نہ چاہا کہ وحدت اقوامی آنحضرت ﷺ کی زندگی میں ہی کمال تک پہنچ جائے کیونکہ یہ صورت آپ کے زمانہ کے خاتمہ پر دلالت کرتی تھی۔ یعنی شبہ گذرتا تھا کہ آپ کا زمانہ وہیں تک ختم ہو گیا کیونکہ جو آخری آپ کا تھا وہ اسی زمانہ میں انجام تک پہنچ گیا۔ اس لئے خدا نے تکمیل اس فعل کی جو تمام قومیں ایک قوم کی طرح بن جائیں اور ایک ہی مذہب پر ہو جائیں۔ زمانہ محمدی کے آخری حصہ میں ڈال دی جو قرب قیامت کا زمانہ ہے اور اس تکمیل کے لئے اسی اُمت میں سے ایک نائب مقرر کیا جو مسیح موعود کے نام سے موسوم ہے اور اُسی کا نام خاتم الخلفاء ہے۔ پس زمانہ محمدی کے سر پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور اُس کے آخر میں مسیح موعود ہے اور ضرور تھا کہ یہ سلسلہ دنیا کا منقطع نہ ہو جب تک کہ وہ پیدا نہ ہولے کیونکہ وحدت اقوامی کی خدمت اُسی نائب النبوت کے عہد سے وابستہ کی گئی ہے اور اسی کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے اور وہ یہ ہے۔ **ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ** ۔ یعنی خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو ایک کامل ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تا اُس کو ہر ایک قسم کے دین پر غالب کر دے یعنی ایک عالمگیر غلبہ اس کو عطا کرے اور چونکہ وہ عالمگیر غلبہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں ظہور میں نہیں آیا اور ممکن نہیں کہ خدا کی پیشگوئی میں کچھ تخلف ہو اس لئے اس آیت کی نسبت اُن سب متقدمین کا اتفاق ہے جو ہم سے پہلے گذر چکے ہیں کہ یہ عالمگیر غلبہ مسیح موعود کے وقت ظہور میں آئے گا۔

(چشمہ معرفت۔ روحانی خزائن، جلد23، صفحہ 90-91)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیوں کے لکھنے کا اصل مقصد اور ان کے بکمال پورے ہونے پر آپ کی پُرشوکت تحریرات

نشانات کا مقصد خدا تعالیٰ اور اسلام کی صداقت کو دنیا پر ظاہر کرنا ہے

ہمارا خدا سے سچا تعلق ہونا چاہئے۔ خدا نے ہمارے ایمانی قوتوں کو بڑھانے کے واسطے اپنی قدرت کے صد ہا نشان دکھائے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ 14 فروری 2014ء بمقام بیت الفتوح مورڈن لندن کا خلاصہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نشانات کے بارے میں آپ ہی کی تحریرات پیش فرمائیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ جو نشانات ظاہر ہو رہے ہیں یا ہوتے رہیں گے ان کا اصل مقصد یہ ہے کہ میرے ذریعہ اس زمانے میں خدا تعالیٰ اسلام کی صداقت اور آنحضرت ﷺ کے مقام و مرتبہ کو دنیا پر ظاہر کرنا چاہتا ہے۔ یہ نشانات جہاں اسلام پر اعتراض کرنے والوں کے مُنہ بند کرتے ہیں وہاں اسلام پر ایمان لانے والوں کے لئے بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا ثبوت ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام براہین احمدیہ میں فرماتے ہیں کہ یہ سب اہتمام اس لئے کیا گیا ہے کہ جو لوگ فی الحقیقت راہِ راست کے خواہاں ہیں ان پر ظاہر ہو جائے کہ تمام برکات اور انوار اسلام میں محدود و محصور ہیں اور تا جو اس زمانے کے ملحد ہیں ان پر خدائے تعالیٰ کی حجت قاطعہ اتمام کو پہنچے اور جو حضرت خاتم الانبیا ﷺ کے مراتب عالیہ سے انکار کر کے اس عالی جناب کی شان کی نسبت خبیث کلمات منہ پر لاتے ہیں اور اس افضل البشر پر ناحق تہمتیں لگاتے ہیں اور جو اس بات سے بے خبر ہو رہے ہیں کہ دنیا میں وہی ایک کامل انسان آیا ہے جس کا نور آفتاب کی طرح ہمیشہ دنیا پر اپنی شعاعیں ڈالتا رہا ہے اور ہمیشہ ڈالتا رہے گا۔ اور تا ان تحریرات حقہ سے اسلام کی شان و شوکت خود مخالفوں کے اقرار سے ظاہر ہو جائے اور تا جو شخص سچی طلب رکھتا ہو اس کے لئے ثبوت کا رستہ کھل جائے اور نیز ان الہامات و کشوف کے لکھنے کا یہ بھی ایک باعث ہے کہ تا اس سے مومنوں کی قوت ایمانی بڑھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی پیشگوئیوں کے بارے میں کشتی نوح میں فرماتے ہیں کہ وہ غیب کی باتیں جو خدا تعالیٰ نے مجھے بتلائی ہیں اور پھر اپنے وقت پر پوری ہوئیں وہ دس ہزار سے کم نہیں اور کوئی پیشگوئی میری ایسی نہیں ہے جو پوری نہیں ہوئی یا اس کے دو حصوں میں سے ایک حصہ پورا نہیں ہو چکا اور مَیں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ ہزار ہا میری ایسی کھلی کھلی پیشگوئیاں ہیں جو نہایت صفائی سے پوری ہو گئیں جس کے لاکھوں انسان گواہ ہیں۔

حضور انور نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصنیف نزول المسیح میں سے تین چار پیشگوئیاں نمونہ کے طور پر بیان فرمائیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ اسی طرح آپ کی کتب بھی ایک نشان ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ مَیں خاص طور پر خدا تعالیٰ کی اعجاز نمائی کو انشاء پردازی کے وقت بھی اپنی نسبت دیکھتا ہوں کیوں کہ جب میں عربی یا اُردو میں کوئی عبارت لکھتا ہوں تو مَیں محسوس کرتا ہوں کہ کوئی اندر سے مجھے تعلیم دے رہا ہے۔ حضور انور نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب اور تحریرات پڑھ کر راہِ حق کو قبول کرنے والوں کے واقعات پیش فرمائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے نشانات کے بارے میں ایک جگہ پر فرماتے ہیں کہ مَیں وہ شخص ہوں جس کے ہاتھ پر صد ہا نشانات ظاہر ہوئے۔ مجھے اس خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اب تک دو لاکھ سے زیادہ میرے ہاتھ پر نشان ظاہر ہو چکے ہیں۔ حضور انور نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں اور بعد میں بھی بذریعہ خواب صداقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خدائی نشان ظاہر ہونے اور بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہونے کے واقعات بیان فرمائے۔ اسی طرح حضور انور نے افریقہ کے لوگوں کا نشانات دیکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے قائل ہونے اور بیعت کر کے احمدیت قبول کرنے والوں کے ایمان افروز واقعات بیان فرمائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ہمارے جماعت کو خدا تعالیٰ سے سچا تعلق ہونا چاہئے اور ان کو شکر کرنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ نے ان کو یونہی نہیں چھوڑا بلکہ ان کی ایمانی قوتوں کو یقین کے درجہ تک بڑھانے کے واسطے اپنی قدرت کے صد ہا نشان دکھائے۔ حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم لوگ اللہ تعالیٰ سے ایک سچا تعلق پیدا کرنے والے ہوں جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو اپنا نشان دکھانے والا بنائے اور ہمارے ایمانوں میں اضافہ فرمائے اور ہم آئندہ نسلوں میں بھی اس روح کو پھونکنے والے ہوں۔

حضور انور نے آخر پر مکرم رضی الدین صاحب ابن مکرم محمد حسین مختار صاحب اورنگی ٹاؤن کی شہادت اور مکرم ڈاکٹر خالد یوسف صاحب ای این ٹی رجسٹرار فضل عمر ہسپتال ربوہ کی وفات پر ذکر خیر فرمایا اور نماز جمعہ کے بعد ان کی نماز جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا۔

(روزنامہ الفضل ربوہ۔ 18 فروری 2014ء)

تصدیق المسیح الموعود علیہ السلام

اززبان دُرِّ افشان حضرت شمس الاطباء مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ

1۔ ایک دفعہ میں نے حضور میں (حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں ۔ ناقل) عرض کیا: خصم کے بعض اعتراض ایسے ہیں کہ ان کا جواب مفصل دینا مشکل ہے۔اس لئے میرا ارادہ ہے کہ الزامی جواب دے دوں یا اس سوال ہی کو چھوڑ جاؤں۔

ارشاد فرمایا: مولوی صاحب !''کیا آپ اپنے مخالف کو وہ بات منوانی چاہتے ہیں جس کے لئے آپ کے پاس دلائل نہیں یا جو ابھی پورے طور سے آپ پر بھی نہیں کھلی۔ میں تو اس بات کو سخت ناپسند کرتا ہوں کہ کسی کو وہ بات ماننے کی تحریک کی جائے جس پر اپنے آپ کو پورا اطمینان نہ ہو۔''

اس وقت مجھے یقین ہوگیا کہ یہ شخص ضرور ضرور راست باز ہے اور اس کا سینہ صداقت کا گنجینہ ہے۔ یہ اپنے منہ سے کوئی لفظ نہیں نکالتا جب تک کہ اسے اس پر کامل یقین نہیں ہوتا۔اس نے جو دعویٰ کیا ہے اس کا لفظ لفظ درست ہے اور اس میں ذرا بھی شک نہیں۔ورنہ یہ ایسے پاک خیالات رکھتا ہے کہ بغیر یقین و اطمینان کے کبھی دوسروں کے سامنے پیش نہ کرتا۔

2۔ ایک مولوی صاحب یہاں آئے اور مجھے کہا کہ ''مسیح موعود کے ساتھ تو دو فرشتے ہوں گے مگر تمہارے مرزا کے ساتھ تو میں کوئی فرشتہ نہیں دیکھتا۔''

اس روز جمعہ تھا۔ میں باتوں ہی باتوں میں انہیں مسجد کے قریب لے آیا۔ دروازے کے پاس پہنچ کر میں نے کہا ''مولوی صاحب حدیث میں آیا ہے کہ جمعہ کے روز مسجد کے دروازے پر دو فرشتے ہر آنے والے کا نام لکھتے جاتے ہیں۔اس دروازے پر تو نظر نہیں آتے، آپ اُس دوسرے دروازے کو دیکھتے آیئے شاید وہاں کھڑے ہوں۔'' بہت ہی نادم ہوا اور پھر یہ اعتراض مجھ سے نہیں کیا۔

3۔ لاہور میں ایک وکیل مجھے کہنے لگا کہ مرزا صاحب مجنون ہیں اور یہ دعویٰ اسی جنون کا نتیجہ ہے۔ میں باتوں ہی باتوں میں اسے پاگل خانے لے گیا۔ وہاں کا مہتمم میرا واقف تھا اس لئے ہمیں اندر جانے میں کچھ دقت نہ ہوئی۔

اس ڈاکٹر سے میں نے سوال کیا کہ ''جنون کی تعریف کیا ہے۔''

اس نے کہا ''یہ تو بڑا مشکل سوال ہے اور کسی کو مجنون کہنا آسان نہیں۔ کیونکہ ہمارے نزدیک تو ایک چور، ایک زانی بھی جنون سے خالی نہیں۔''

میں نے کہا ''اگر کوئی وکیل کسی شخص پر جنون کا فتویٰ دیدے تو کیا وہ صحیح مان لینے کے قابل ہے۔''

کہنے لگا ''وہ تو بے وقوف ہے۔میرے خیال میں ایسا وکیل خود مجنون ہے۔'' غرض اس ڈاکٹر نے اس مسئلہ کو ایسا مشکل بتایا کہ وکیل سخت نادم ہوا۔

میں نے اسے کہا کہ ''آدمی کے سات قسم کے تعلقات ہوتے ہیں۔اپنے رشتہ داروں سے، اپنی اولاد سے، اپنی بیوی سے، اپنے احباب سے، اپنے بادشاہ سے، اپنے ملازموں سے، اپنے مولیٰ سے۔ان سب میں مرزا صاحب کو دیکھ لو کیسے عمدہ و کامل تعلقات ہیں۔کیا ان میں کوئی بگاڑ پیدا ہوا۔کیا وہ ایسا اسوہ حسنہ نہیں کہ ایک جہان اس کی تقلید کرے۔ان حالات کو دیکھتے ہوئے جو انہیں مجنون سمجھے اس کے آپ کو مجنون ہونے میں شک ہے؟''

4۔ انبیاء علیہم السلام کا ساتھ اوائل میں ہمیشہ غریب اور ضعیف لوگ دیتے ہیں۔ اس میں حکمت یہ ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی حکمت کا جلوہ دکھائے۔ ایک چھوٹی سی جماعت آخر باوجود مخالفت شدیدہ کے کامیاب ہوجاتی ہے۔اگر امراء پہلے پہلے ساتھ ہوں تو ان کے دل میں بھی غرور آجائے کہ یہ سب کچھ ہماری قوت کے طفیل ہے اور عام نظروں میں بھی تائید الٰہی کا معاملہ مشتبہ ہوجائے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمتِ بالغہ و مصلحتِ کاملہ سے یہ پسند فرمایا ہے کہ انبیاء کے ساتھ دینے والوں میں غریب اور ضعیف آدمی ہوں۔...

5۔ ایک بڑے مشہور پیر صاحب تھے۔ مجھے کہنے لگے ''تم مرزا کے مرید ہوگئے ہمارے مرید کیوں نہیں ہوئے۔'' میں نے کہا ''حضرت میں تو حاضر ہوں مگر فرمایئے آپ کے دربار سے مرزا سے بڑھ کر کیا ملے گا۔'' کہنے لگے میں تجھے نماز پڑھاؤں گا تو پہلا سجدہ عرش پر کراؤں گا۔'' میں نے کہا ''سجدہ تو خدا تعالیٰ کو کرنا ہے۔سجدہ کے لئے عاجزی چاہئے اور وہ زمین پر ہی ہوتی ہے۔اور پھر قبلہ رو زمین پر سجدہ کرنے میں **فول وجھک شطر المسجد الحرام** ط (سورۃ البقرۃ 145:2) کی تعمیل ہوجائے گی۔عرش پر سجدہ کرنے کی سرکاری اجازت بھی خدا جانے ہے کہ نہیں۔ اگر وہاں کی پولیس دخل بے جا میں مجھے گرفتار کرے تو میں کیا کروں گا؟ آپ کا مقام تو خدا جانے اس سے آگے کتنے فاصلہ پر ہو۔''

پھر کہنے لگے ''اچھا ہم تمہیں مثنوی پڑھا دیں گے۔'' اور ایک شعر کی ایسی تشریح کی جو واقع میں ایسی تھی کہ میں نے کبھی نہ سنی تھی۔ میں نے عرض کیا کہ ''حضرت اُس بارگاہ ربی کی کتاب سمجھایئے۔ یہ نزدیک کی کتابیں اگر میں پڑھ بھی لوں تو کیا بن جائے گا۔ دُھر درگاہ (پنجابی) کی بولی سمجھایئے۔ آخر آپ تو بڑی ''پہنچ والے'' (مقرب بارگاہ ایزدی) ہیں۔آپ جیسے بزرگوں کی زبانی سنا ہے اور خود میرا بھی یہی یقین ہے کہ قرآن اس بارگاہ کی بولی ہے۔ اس میں کھیعص اور یٰسٓ اس قسم کے جو الفاظ ہیں ان کا مطلب سمجھا دیجئے۔آخر یہ اُسی درگاہ کی بولی میں ہے جہاں آپ بودوباش رکھتے ہیں۔''

کہنے لگے ''کوئی اور بھی ذریعہ ہے۔'' میں نے عرض کیا ''حضور جھوٹ نہ بولیں، یہ آپ کے مقام کا تقاضا ہے۔پس آپ بارگاہ ربی سے دریافت کریں کہ اس زمانے کا امام کون ہے۔

(باقی صفحہ 27)

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام

تحقیق و ترتیب: مکرم حبیب الرحمٰن زیروی صاحب ایم اے

حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مختلف مواقع پر سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالے سے مختلف واقعات بیان فرماتے رہے ہیں جن میں سے چند واقعات پیش خدمت ہیں۔

خلوت نشینی

”کبھی وہ وقت بھی تھا کہ وہ شخص جس کے متعلق بعض دفعہ اس کے والد کے گہرے دوست بھی اس کا نام سن کا کہا کرتے تھے کہ ہمیں نہیں معلوم تھا کہ مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کا کوئی اور بیٹا بھی ہے۔ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے والد کے دوستوں میں سے کئی ایسے تھے جو سالہا سال تک یہ معلوم نہ کر سکے تھے کہ مرزا غلام قادر کے سوا ان کا کوئی اور بیٹا بھی ہے کیونکہ بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ گوشۂ تنہائی میں رہنے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے عادی تھے۔“

(روزنامہ الفضل قادیان۔ یکم جنوری 1935ء، صفحہ 3)

خدمتِ دین کی لگن

”مجھے سب سے زیادہ ایک بوڑھے شخص کی شہادت پسند آیا کرتی ہے۔ یہ ایک سکھ ہے جو آپ کا بچپن کا واقف ہے۔ وہ آپ کا ذکر کر کے بے اختیار رو پڑتا ہے۔ سنایا کرتا ہے کہ ہم کبھی آپ کے پاس آ کر بیٹھتے تھے تو آپ ہمیں کہتے کہ جا کر میرے والد صاحب سے سفارش کرو کہ وہ مجھے دین کی خدمت کرنے دیں اور دنیوی کاموں سے معاف رکھیں۔ پھر وہ شخص یہ کہہ کر رو پڑتا کہ ”وہ تو پیدائش ہی سے ولی تھے۔“

(احمدیت یعنی حقیقی اسلام۔ صفحہ 106)

محبت الٰہی

”جب آپ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کی عمر نہایت چھوٹی تھی تو اس وقت آپ اپنی ایک ہمنشین لڑکی کو جس سے بعد میں آپ کی شادی بھی ہوگئی کہا کرتے تھے۔ کہ ”نامراد دعا کر کہ خدا میرے نماز نصیب کرے۔“ اس فقرہ سے جو نہایت بچپن کی عمر کا ہے پتہ چلتا ہے کہ نہایت بچپن کی عمر سے آپ کے دل میں کیسے جذبات موجزن تھے اور آپ کی خواہشات کا مرکز کس طرح خدا ہی ہو رہا تھا۔“

(رسالہ ریویو آف ریلیجنز اردو بابت ماہ ستمبر 1916ء صفحہ 328)

گیارہ سال کی عمر میں پختہ ایمان

”میں گیارہ سال کا تھا جب اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے فضل سے یہ توفیق عطا فرمائی کہ میں اپنے عقیدہ کو ایمان سے بدل لوں مغرب کے بعد کا وقت تھا۔ مَیں اپنے مکان میں کھڑا تھا کہ یک دم مجھے خیال آیا کہ میں اس لئے احمدی ہوں کہ بانی سلسلہ احمدیہ میرے باپ ہیں یا اس لئے احمدؑ کہ احمدیت سچی ہے اور یہ سلسلہ خدا تعالیٰ کا قائم کردہ ہے یہ خیال آنے کے بعد میں نے فیصلہ کیا کہ مَیں اس بات پر غور کر کے یہاں سے نکلوں گا اور اگر مجھے پتہ لگ گیا کہ احمدیت سچی نہیں تو میں اپنے کمرہ میں داخل نہیں ہوں گا بلکہ یہیں صحن سے باہر نکل جاؤں گا۔ یہ فیصلہ کر کے میں نے غور کرنا شروع کیا اور قدرتی طور پر اس کے نتیجہ میں بعض دلائل میرے سامنے آئے جن پر میں نے جرح کی۔ کبھی ایک دلیل دوں اور اسے توڑوں پھر دوسری دلیل دوں اور اسے رد کروں پھر تیسری دلیل دوں اور اسے توڑوں یہاں تک کہ ہوتے ہوئے یہ سوال میرے سامنے آیا کہ کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کے رسول تھے؟ اور کیا میں ان کو اس لئے سچا مانتا ہوں کہ میرے ماں باپ کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ سچے ہیں یا میں ان کو اس لئے سچا مانتا ہوں کہ مجھ پر دلائل کی رو سے یہ روشن ہو چکا ہے کہ واقعہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم راستباز رسول ہیں۔ جب یہ سوال میرے سامنے آیا تو میرے دل نے کہا اب میں اس امر کا بھی فیصلہ کر کے رہوں گا۔ اس کے بعد قدرتی طور پر خدا تعالیٰ کے متعلق میرے دل میں سوال پیدا ہوا اور میں نے کہا یہ سوال بھی حل طلب ہے۔ کہ آیا میں خدا تعالیٰ کو یونہی عقیدہ کے طور پر مانتا ہوں یا سچ مچ یہ حقیقت مجھ پر منکشف ہو چکی ہے کہ دنیا کا ایک خدا ہے تب اللہ تعالیٰ کے سوال پر بھی میں نے غور کرنا شروع کیا اور میرے دل نے کہا اگر خدا ہے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچے رسول ہیں اور اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی سچے ہیں اور اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام سچے ہیں تو پھر احمدیت بھی یقیناً سچی ہے۔ اور اگر دنیا کا کوئی خدا نہیں تو پھر ان میں سے کوئی بھی سچا نہیں اور میں نے فیصلہ کر لیا کہ آج میں اس سوال کو حل کر کے رہوں گا اور اگر میرے دل نے یہی فیصلہ کیا کہ کوئی خدا نہیں تو پھر میں اپنے گھر میں نہیں رہوں گا۔ بلکہ فوراً باہر نکل جاؤں گا۔

یہ فیصلہ کر کے میں نے سوچنا شروع کر دیا اور سوچتا چلا گیا اپنی عمر کے لحاظ سے میں اس سوال کا کوئی معقول جواب نہ دے سکا مگر پھر بھی میں غور کرتا چلا گیا یہاں تک کہ میرا دماغ تھک گیا۔ اس وقت میں نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی اس دن بادل نہیں تھے۔ آسمان کا جو نہایت ہی مصفّی تھا اور ستارے نہایت خوشنمائی کے ساتھ آسمان پر چمک رہے تھے ایک تھکے ہوئے دماغ کے لئے اس سے زیادہ فرحت افزاء اور کون سا نظارہ ہو سکتا تھا۔ میں نے بھی ان ستاروں کو دیکھنا شروع کر دیا یہاں تک کہ میں ان ستاروں میں کھو گیا تھوڑی دیر کے بعد جب پھر میرے دماغ کو تروتازگی حاصل ہوئی تو میں نے اپنے دل میں کہا کیسے اچھے ستارے ہیں مگر ان ستاروں کے بعد کیا ہو گا۔ میرے دماغ نے اس کا یہ جواب دیا کہ ان کے بعد اور ستارے ہوں گے۔ پھر میں نے کہا ان کے بعد کیا ہوگا۔ اس کا جواب بھی میرے دل نے یہی دیا کہ ان کے بعد اور ستارے ہوں گے پھر میرے دل نے کہا اچھا تو پھر ان کے بعد کیا ہوگا۔ میرے دماغ نے پھر یہی جواب دیا کہ اُن کے بعد اور ستارے ہوں گے میں نے کہا اچھا تو پھر اس کے بعد کیا ہوگا۔ اس کا بھی وہی جواب میرے دل و دماغ نے دیا کہ کچھ اور ستارے ہوں گے تب میرے دل نے کہا کہ یہ کیوں کر ہو سکتا ہے کہ ایک کے بعد دوسرے اور دوسرے کے بعد تیسرے اور تیسرے کے بعد چوتھے ستارے ہوں کیا یہ سلسلہ کہیں ختم نہیں ہوگا اگر ختم ہوگا تو اس کے بعد کیا ہوگا۔ یہی وہ سوال ہے جس کے متعلق اکثر لوگ حیران رہتے ہیں اور وہ کہتے ہیں ہم جو کہتے ہیں

کہ خدا غیر محدود ہے اس کے کیا معنی ہیں اور ہم جو کہتے ہیں خدا ابدی ہے اس کے کیا معنی ہیں۔ آخر کوئی نہ کوئی حد ہونی چاہیے یہی سوال میرے دل میں ستاروں کے متعلق پیدا ہوا اور مَیں نے کہا آخر یہ کہیں ختم بھی ہوتے ہیں یا نہیں اور اگر ہوتے ہیں تو اس کے بعد کیا ہے اور اگر ختم نہیں ہوتے تو یہ کیا سلسلہ ہے جس کا کوئی انتہا نہیں جب میرا دماغ یہاں تک پہنچا تو میں نے کہا خدا کی ہستی کے محدود اور غیر محدود ہونے کا سوال بالکل لغو ہے۔ تم خدا تعالیٰ کو جانے دو تم ان ستاروں کے متعلق کیا کہو گے جو میری آنکھوں کے سامنے یہ پڑے ہیں اگر ہم ان کو محدود کہتے ہیں تو محدود وہ ہوتا ہے جس کے بعد دوسری چیز شروع ہو جائے پس سوال یہ ہے کہ اگر یہ محدود ہیں تو ان کے بعد کیا ہے اور پھر اگر وہ بھی محدود ہے تو اس کے بعد کیا ہے اور اگر کہو کہ یہ غیر محدود ہیں تو اگر ستاروں کی غیر محدودیت کا انسان قائل ہو سکتا ہے تو خدا تعالیٰ کی غیر محدودیت کا کیوں قائل نہیں ہو سکتا۔ تب میرے دل نے کہا ہاں واقعہ میں خدا موجود ہے کیونکہ اس نے قانون قدرت میں وہی اعتراض رکھ دیا جو اس کی ذات پر پیدا ہوتا ہے اور اس نے بتا دیا ہے کہ تم مجھے غیر مرئی چیز سمجھ کر اگر یہ اعتراض کرتے ہو تو پھر وہ چیزیں جو تمہیں نظر آ رہی ہیں ان کے متعلق تمہارا کیا جواب ہے جب کہ وہی اعتراض جو تم مجھ پر کرتے ہو ان پر بھی عائد ہوتا ہے اور تمہارے پاس اس کا کوئی جواب نہیں تم خدا تعالیٰ کے متعلق تو بے تکلفی سے یہ کہہ دو گے کہ ہماری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ وہ غیر محدود ہے؟‘‘

(روزنامہ الفضل قادیان۔ 27 ستمبر 1938ء صفحہ 8)

مخالفوں سے احسان کا سلوک

’’ایک دفعہ ایک افسر نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ایک معاملہ میں کہا کہ یہ لوگ آپ کے شہری ہیں آپ ان کے ساتھ نرمی کا سلوک کریں تو حضرت صاحب نے فرمایا۔ اس بڈھے شاہ ہی کو پوچھو کہ آیا کوئی ایک موقعہ بھی ایسا آیا ہے جس میں اس نے اپنی طرف سے نیش زنی نہ کی ہو اور پھر اس سے ہی پوچھو کہ کیا کوئی ایک موقعہ بھی ایسا آیا ہے کہ جس میں میں احسان کر سکتا تھا اور پھر میں نے اس کے ساتھ احسان نہ کیا ہو۔ آگے وہ سر ڈال کر بیٹھا رہا۔ یہ ایک عظیم الشان نمونہ تھا آپ کے اخلاق کا۔ پس ہماری جماعت کو بھی چاہئے کہ وہ اخلاق میں ایک نمونہ ہو۔ معاملات کی آپ میں ایسی صفائی ہو کہ اگر ایک پیسہ بھی گھر میں نہ ہو تو امانت میں ہاتھ نہ ڈالیں اور بات اتنی میٹھی اور ایسی محبت سے کریں کہ جو دوسرے کے دل پر اثر کرے۔‘‘

(خطبہ فرمودہ 19 نومبر 1926ء۔ خطبات محمود، جلد 10 صفحہ 278-277)

تمام عزت خدا نے ہمارے ساتھ وابستہ کر دی ہے۔

’’بغیر محنت دینی یا محنت دنیوی کے کوئی انسان عزت حاصل نہیں کر سکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے زمانہ میں تمام عزت خدا نے ہمارے ساتھ وابستہ کر دی ہے۔ اب عزت پانے والے یا ہمارے مرید ہوں گے۔ یا ہمارے مخالف ہونگے چنانچہ فرماتے تھے مولوی ثناء اللہ صاحب کو دیکھ لو وہ کوئی بڑے مولوی نہیں ان جیسے ہزاروں مولوی پنجاب اور ہندوستان میں پائے جاتے ہیں ان کو اگر اعزاز حاصل ہے تو محض ہماری مخالفت کی وجہ سے۔ وہ لوگ خواہ اس امر کا اقرار کریں یا نہ مگر واقعہ یہی ہے کہ آج ہماری مخالفت میں عزت ہے یا ہماری تائید میں گویا اصل مرکزی وجود ہمارا ہی ہے اور مخالفین کو بھی اگر عزت حاصل ہوتی ہے تو ہماری وجہ سے۔‘‘

(تفسیر کبیر، جلد ہشتم، صفحہ 614)

کمال ہی سے فضل ملتا ہے

’’جب تک کوئی انسان کمال حاصل نہ کرے انعام نہیں مل سکتا۔ مذہب میں داخل ہونے سے بھی کمال ہی فائدہ دیتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ آجکل ہم سے فائدہ وہی اُٹھاتے ہیں جو گہرا تعلق رکھتے ہیں یا تو پوری مخالفت کرنے والے مثلاً مولوی ثناء اللہ صاحب وغیرہ دوسرے چھوٹے چھوٹے مولویوں کو کوئی پوچھتا بھی نہیں یا کامل اخلاص رکھنے والے۔ ادنیٰ تعلق فائدہ نہیں دیتا۔ اصل میں کمال ہی سے فضل ملتا ہے بغیر اس کے انسان فضل سے محروم رہتا ہے۔ اگر انسان ’’ہر چہ بادا باد کشتی ما در آب انداختیم‘‘ کہہ کر خدا تعالیٰ کی طرف چل پڑے تو اُس کے ساتھ بھی پہلوں کا سا معاملہ ہوگا۔ آخر خدا تعالیٰ کو کسی سے دشمنی نہیں ضرورت اس امر کی ہے کہ انسان کامل طور پر اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے آگے ڈال دے اور اس کے آستانہ پر گرا دے اس سے آپ ہی آپ اسے سب کچھ حاصل ہو جائے گا اور جو ترقی اس کے لئے ضروری ہوگی وہ آپ ہی آپ مل جائے گی۔ آگ کے پاس بیٹھنے والے کے اعضاء کو دیکھو سب گرم ہوں گے اس کا چہرہ ہاتھ پاؤں جہاں ہاتھ لگاؤ گے گرم محسوس ہوگا۔ تو پھر کس طرح ممکن ہے کوئی شخص سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر خدا کے پاس آئے اور اُس کے پاس بیٹھ جائے اور خدا تعالیٰ کا وجود اُس کے اندر سے ظاہر نہ ہو۔ آگ کے اندر لوہا پڑ کر آگ کی خصوصیات ظاہر کرنے لگ جاتا ہے گو وہ آگ نہیں ہوتا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا قُرب حاصل کرنے والے لوگوں سے خاص معاملات ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ انہیں کُن فَیَکُوْنُ والی چادر پہنا دیتا ہے۔ حتّٰی کہ نادان اُن کو خدا سمجھنے لگ جاتے ہیں حالانکہ وہ تو صرف خدا تعالیٰ کی صفات کا عکس پیش کر رہے ہوتے ہیں۔

پس اگر کوئی مذہب سے فائدہ اُٹھانا چاہے تو اُس کا طریق یہی ہے کہ اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے آگے کُلّی طور پر ڈال دے لیکن اگر قوم کی قوم اس طرح کرے تو اس پر خاص فضل ہوں گے اور وہ ہر میدان میں فتح حاصل کرے گی۔ ہماری جماعت کیلئے بھی یہی قدم اٹھانا ضروری ہے مگر بہت سے لوگ صرف کہہ دینا کافی سمجھتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ سے ایسی محبت کرنی چاہئے کہ ایک طبعی شے بن جائے صرف جھوٹا دعویٰ نہ ہو کیونکہ جھوٹ اور خدا تعالیٰ کی محبت ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتی۔ جھوٹ ایک ظلمت ہے اور خدا تعالیٰ کی محبت ایک نور پس نور اور ظلمت کیسے جمع ہو سکتے ہیں۔‘‘

(خطبات محمودؓ، جلد 17، صفحہ 470-471)

گھر میں باجماعت نماز ادا کرنا

’’نماز باجماعت کی یہ ترکیب ہے کہ بیوی بچوں کو ساتھ لے کر جماعت کرا لی جائے تو عادت نہ ہونے کی وجہ سے باجماعت نماز کی قیمت لوگوں کے دلوں میں نہیں رہی اس عادت کو ترک کر کے نماز باجماعت کی عادت ڈالنی چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایسے مواقع پر جب نماز کے لئے مسجد میں نہ جا سکتے تھے گھر میں ہی جماعت کرا لیا کرتے تھے اور شاذ ہی کسی مجبوری کے ماتحت الگ نماز پڑھتے تھے۔ اکثر ہماری والدہ کو ساتھ ملا کر جماعت کرا لیتے تھے والدہ کے ساتھ دوسری مستورات بھی شامل ہو جاتی تھیں پس اول تو ہر جگہ دوستوں کو جماعت کے ساتھ مل کر نماز ادا کرنی چاہئے اور جس کو یہ موقع نہ ہو اسے چاہئے کہ اپنے بیوی بچوں کے ساتھ ہی مل کر نماز باجماعت کرا لیا کرے ہر جگہ دوستوں کو نماز باجماعت کا انتظام کرنا چاہئے۔ جہاں شہر بڑا ہو اور دوست دُور دُور رہتے ہوں وہاں محلّہ وار جماعت کا انتظام کرنا چاہئے۔ جہاں مساجد نہیں ہیں وہاں مساجد بنانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ میں نے دیکھا ہے بعض جگہ کے دوستوں میں یہ نقص ہے کہ وہ یہ ارادہ کر لیتے ہیں کہ فلاں جگہ ملے گی تو مسجد بنائیں گے ایسے دوستوں کو سوچنا چاہئے کہ کیا خدا تعالیٰ سے ملاقات کو بیوی کی ملاقات جتنی بھی اہمیت نہیں کیا کوئی شخص یہ بھی کہتا ہے کہ جب مجھے فلاں محلّہ میں زمین ملے گی تو وہاں مکان بنا کر شادی کروں گا؟ پھر خدا تعالیٰ کی ملاقات کے لئے گھر کی تعمیر کو کسی خاص جگہ ملنے پر ملتوی رکھنا کیونکر درست ہو سکتا ہے۔ جہاں بھی جگہ ملے مسجد بنا لینی چاہئے پھر اگر اپنی پسند کی جگہ حاصل ہو جائے تو اس کے سامان کو وہاں لے جائے۔‘‘

(انوار العلوم، جلد 16، صفحہ 393)

نماز وقار کے ساتھ پڑھنی چاہئے

''نماز اپنی تمام قیود اور پابندیوں کے ساتھ ایک انتہا درجہ کی خوبصورت چیز ہے۔مگر جب ہم اپنی غفلت اور نادانی کی وجہ سے اس کو چھانٹتے چلے جائیں تو وہ بے فائدہ اور لغو چیز بن جاتی ہے اور ایسی نماز کبھی بابرکت نہیں ہوسکتی۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ لوگ نماز اس طرح پڑھتے ہیں۔جس طرح مرغ ٹھونگے مار کر دانے چگتا ہے۔ایسی نماز یقیناً کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی بلکہ بعض دفعہ ایسی نماز لعنت کا موجب بن جاتی ہے۔''

(روزنامہ الفضل قادیان۔20 مئی 1939ء صفحہ 4)

کوئی خدا تعالیٰ کے شیر پر بھی ہاتھ ڈال سکتا ہے

''ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کی مردم شماری کرائی تو ان کی تعداد سات سَو تھی۔صحابہؓ نے خیال کیا کہ شاید آپؐ نے اِس واسطے مردم شماری کرائی ہے کہ آپؐ کو خیال ہے کہ دشمن ہمیں تباہ نہ کردے اور انہوں نے کہا یَا رَسُولَ اللّٰہِ! اب تو ہم سات سَو ہوگئے ہیں کیا اب بھی یہ خیال کیا جاسکتا ہے کہ کوئی ہمیں تباہ کرسکے گا۔یہ کیا شاندار ایمان تھا کہ وہ سات سَو ہوتے ہوئے یہ خیال تک بھی نہیں کرسکتے تھے کہ دشمن انہیں تباہ کرسکے گا مگر آج صرف ہندوستان میں سات کروڑ مسلمان ہیں مگر حالت یہ ہے کہ جس سے بھی بات کرو اندر سے کھوکھلا معلوم ہوتا ہے اور سب ڈر رہے ہیں کہ معلوم نہیں کیا ہوجائے گا۔کُجا تو سات سَو میں اتنی جرأت تھی اور کُجا آج سات کروڑ بلکہ دنیا میں چالیس کروڑ مسلمان ہیں مگر سب ڈر رہے ہیں اور یہ ایمان کی کمی کی وجہ سے ہے۔جس کے اندر ایمان ہوتا ہے وہ کسی سے ڈر نہیں سکتا۔

ایمان کی طاقت بہت بڑی ہوتی ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا واقعہ ہے ایک دفعہ آپ گورداسپور میں تھے میں وہاں تو تھا مگر اس مجلس میں نہ تھا جس میں یہ واقعہ ہؤا۔مجھے ایک دوست نے جو اس مجلس میں تھے سنایا کہ خواجہ کمال الدین صاحب اور بعض دوسرے احمدی بہت گھبرائے ہوئے آئے اور کہا کہ فلاں مجسٹریٹ جس کے پاس مقدمہ ہے لاہور گیا تھا آریوں نے اُس پر بہت زور دیا کہ مرزا صاحب ہمارے مذہب کے سخت مخالف ہیں ان کو ضرور سزا دے دو خواہ ایک ہی دن کی کیوں نہ ہو، یہ تمہاری قومی خدمت ہوگی اور وہ ان سے وعدہ کرکے آیا ہے کہ میں ضرور سزا دوں گا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ بات سنی تو آپؑ لیٹے ہوئے تھے یہ سن کر آپؑ کہنی کے بل ایک پہلو پر ہوگئے اور فرمایا خواجہ صاحب آپ کیسی باتیں کرتے ہیں۔کیا کوئی خدا تعالیٰ کے شیر پر بھی ہاتھ ڈال سکتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس مجسٹریٹ کو یہ سزا دی کہ پہلے تو اُس کا گورداسپور سے تبادلہ ہوگیا اور پھر اُس کا تنزّل ہوگیا یعنی وہ ای اے سی سے منصف بنا دیا گیا اور فیصلہ دوسرے مجسٹریٹ نے آکر کیا تو ایمان کی طاقت بڑی زبردست ہوتی ہے اور کوئی اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔پس جماعت میں نئے لوگوں کے شامل ہونے کا اس صورت میں فائدہ ہو۔''

(انوار العلوم، جلد 16، صفحہ 293)

خدا نے جس طرح سمجھایا اسی طرح مَیں نے کیا

''ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ایک شخص نے کہا کہ میں آپ کا بہت مداح ہوں لیکن ایک بہت بڑی غلطی آپ سے ہوئی۔آپ جانتے ہیں علماء کسی کی بات نہیں مانا کرتے کیونکہ وہ جانتے ہیں اگر مان لی تو ہمارے لئے موجب ہتک ہوگی۔لوگ کہیں گے یہ بات فلاں کو سوجھی انہیں نہ سوجھی اس لئے ان سے منوانے کا یہ طریقہ ہے کہ ان کے مونہہ سے ہی بات نکلوائی جائے۔جب آپ کو وفات مسیح کا مسئلہ معلوم ہؤا تھا تو آپ کو چاہئے تھے چیدہ چیدہ علماء کی دعوت کرتے اور ایک میٹنگ کرکے یہ بات ان کے سامنے پیش کرتے کہ عیسائیوں کو حیات مسیح کے عقیدہ سے بہت مدد ملتی ہے اور وہ اعتراض کرکے اسلام کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔وہ کہتے ہیں کہ تمہارا نبی فوت ہوگیا اور ہمارے مذہب کا بانی آسمان پر ہے اس لئے وہ افضل بلکہ خود خدا ہے اس کا کیا جواب دیا جائے؟ اس وقت علماء یہی کہتے آپ ہی فرمائیے اس کا کیا جواب ہے آپ کہتے کہ رائے تو دراصل آپ لوگوں کی ہی صائب ہوسکتی ہے لیکن میرا خیال ہے کہ فلاں آیت سے حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات ثابت ہوسکتی ہے۔علماء فوراً کہہ دیتے کہ یہ بات ٹھیک ہے۔بسم اللہ کر کے اعلان کیجئے ہم تائید کے لئے تیار ہیں۔پھر اس طرح یہ مسئلہ پیش ہوجاتا کہ حدیثوں میں مسیح کی دوبارہ آمد کا ذکر ہے مگر جب مسیح علیہ السلام فوت ہوگئے تو اس کا کیا مطلب سمجھا جائے گا اس پر کوئی عالم آپ کے متعلق کہہ دیتا آپ ہی مسیح ہیں اور تمام علماء نے اس پر مہر تصدیق ثبت کردینی تھی۔یہ تجویز سن کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا اگر میرا دعویٰ انسانی چال سے ہوتا تو میں بے شک ایسا ہی کرتا مگر یہ خدا کے حکم سے تھا۔خدا نے جس طرح سمجھایا اسی طرح میں نے کیا۔تو چالیں اور فریب انسانی چالوں کے مقابل میں ہوتے ہیں خدا تعالیٰ کی جماعتیں ان سے ہرگز نہیں ڈرسکتیں یہ ہمارا کام نہیں خود خدا تعالیٰ کا کام ہے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 15 نومبر 1929ء۔ خطبات محمودؓ، جلد 12، صفحہ 196-197)

''آگ سے ہمیں مت ڈراؤ آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے۔''

''حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ ابتداء میں اس آیت کے یہ معنے کیا کرتے تھے کہ خدا تعالیٰ نے ان کی مخالفت کی آگ کو ٹھنڈا کردیا تھا۔مجھے یاد ہے 1903ء میں جب ایک شخص عبدالغفور نے جو اسلام سے مرتد ہو کر آریہ ہوگیا تھا اور اس نے اپنا نام دھرم پال رکھ لیا تھا ''ترک اسلام'' نامی کتاب لکھی۔تو حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے اس کا جواب لکھا۔جو ''نورالدین'' کے نام سے شائع ہؤا۔یہ کتاب روزانہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو سنائی جاتی تھی۔جب دھرم پال کا یہ اعتراض آیا کہ اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے آگ ٹھنڈی ہوئی تھی تو دوسروں کے لئے کیوں نہیں ہوتی اور اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا یہ جواب سنایا گیا کہ اس جگہ ''نــار'' سے ظاہری آگ مراد نہیں بلکہ مخالفت کی آگ مراد ہے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ اس تاویل کی کیا ضرورت ہے۔مجھے بھی خدا تعالیٰ نے ابراہیم کہا ہے اگر لوگوں کی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے آگ کس طرح ٹھنڈی ہوئی تو وہ مجھے آگ میں ڈال کر دیکھ لیں کہ آیا میں اس آگ میں سے سلامتی کے ساتھ نکل آتا ہوں یا نہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے اس ارشاد کی وجہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کتاب ''نورالدین'' میں یہی جواب لکھا اور تحریر فرمایا کہ:

''تم ہمارے امام کو آگ میں ڈال کر دیکھ لو۔یقیناً خدا تعالیٰ اپنے وعدہ کے مطابق اسے اس آگ سے اسی طرح محفوظ رکھے گا جس طرح اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو محفوظ رکھا تھا۔''

(تفسیر کبیر، جلد ہفتم، صفحہ 614)

عفو اور درگزر

''پھر اس زمانہ میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تازہ مثالیں موجود ہیں۔جس جس رنگ میں دشمنوں نے آپ سے مقابلہ کیا۔دوست جانتے ہیں۔دشمنوں نے کمہاروں کو آپ کے برتن بنانے سے، سقوں کو پانی دینے سے بند کردیا لیکن پھر بھی جب کبھی وہ معافی کے لئے آئے تو حضرت صاحب معاف ہی فرمادیتے تھے۔ایک دفعہ آپ کے کچھ مخالف پکڑے گئے تو مجسٹریٹ نے کہا کہ میں اس شرط پر مقدمہ چلاؤں گا کہ مرزا صاحب کی طرف سے سفارش نہ آئے کیونکہ اگر انہوں نے بعد میں

معاف کر دیا تو پھر مجھے خواہ مخواہ ان کو گرفتار کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ مگر دوسرے دوستوں نے کہا کہ نہیں اب انہیں سزا ضرور ہی ملنی چاہئے۔ جب مجرموں نے سمجھ لیا کہ اب سزا ضرور ملے گی تو انہوں نے حضرت صاحب کے پاس آ کر معافی چاہی تو حضرت صاحب نے کام کرنے والوں کو بلا کر فرمایا کہ ان کو معاف کر دو۔ انہوں نے کہا ہم تو اب وعدہ کر چکے ہیں کہ ہم کسی قسم کی سفارش نہیں کریں گے تو حضرت اقدس فرمانے لگے کہ وہ جو معافی کے لئے کہتے ہیں تو ہم کیا کریں۔ مجسٹریٹ نے کہا دیکھا وہی بات ہوئی جو میں پہلے کہتا تھا مرزا صاحب نے معاف ہی کر دیا۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 19 نومبر 1926ء۔ خطبات محمودؓ، جلد 10، صفحہ 277)

خدا تعالیٰ کی نصرت اچانک آتی ہے

''غرض خدا تعالیٰ کی نصرت اچانک آتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق تو خدا تعالیٰ بار بار فرماتا ہے۔ انی مع الافواج اٰتِیْکَ بَغْتَۃً خدا تعالیٰ کی مدد اچانک آئے گی۔ تم آج قیاس نہیں کر سکتے کہ وہ مدد کب آئے گی۔ تم کل قیاس نہیں کر سکتے کہ وہ مدد کب آئے گی۔ تم شام کو بھی خیال نہیں کر سکتے کہ وہ مدد کب آئے گی۔ تم تہجد کے لئے اٹھو گے تو تم خیال کر رہے ہو گے کہ ابھی منزل باقی ہے۔ صبح کی نماز پڑھ رہے ہو گے تو مصائب پر مصائب تمہیں نظر آ رہے ہوں گے۔ مگر جونہی سورج نظر آیا خدا تعالیٰ کی نصرت تمہارے پاس پہنچ جائے گی۔ اور تمہارے دشمن کے لئے ہر طرف مصائب ہی مصائب ہوں گے۔ ایک ربوہ کیا ایک قادیان کیا۔ قادیان کا ہمیں بے شک احترام ہے۔ مگر خدا تعالیٰ کی محبت اور اطاعت کی خاطر ہمیں دس ہزار قادیان بھی قربان کرنا پڑیں تو ہم کر دیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا تعالیٰ نے لامرکزیت کے توڑنے کے لئے بھیجا ہے۔ آپ کا کام مرکز کو قائم کرنا ہے۔ اس لئے یہ ایک اہم چیز ہے۔ ہمارا دائمی مرکز اگرچہ قادیان ہے۔ مگر جب وہ فتح ہو گا۔ تو کون ہو گا جو ہمیں وہاں جانے سے روک سکے۔ اور ہم نہ جا سکیں۔ پھر سوال یہ رہ جاتا ہے کہ اس شہر کا کیا بنے گا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو ہمیں خود مختلف مراکز کی ضرورت ہے۔ ہمیں ہر علاقہ میں مرکز کی ضرورت ہے۔ اور پھر دوسرے لوگ دوگنی تگنی قیمت دے کر بھی یہ جگہ لینے کو تیار ہو جائیں گے۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ اگر کوئی یہ قیمتیں نہ بھی دے۔ تو کیا ہم خدا تعالیٰ کی خاطر اتنا بھی نہیں کر سکتے کہ اپنے مکان بھی اسکی خاطر پیش کر دیں۔

مجھے یاد ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت میں جب میں قادیان سے باہر جاتا تھا۔ اس وقت ریل وغیرہ نہیں ہوتی تھی۔ میرے ساتھ کئی دفعہ ایسا واقعہ ہوا کہ بچپن کی وجہ سے میں پہلا واقعہ بھول جاتا تھا۔ اس وقت بٹالہ، قادیان میں یکے چلتے تھے۔ جب بھی کبھی میں بٹالہ سے قادیان جاتا اور قادیان قریب آ جاتا تھا تو مجھے محبت کی وجہ سے جوش آ جاتا تھا۔ میں خیال کرتا تھا کہ یکے والا گھوڑے کو تیز نہیں چلاتا۔ یہ شرارت کرتا ہے۔ کئی دفعہ ایسا ہوا کہ میں یکہ چھوڑ کر پیدل دوڑ پڑا۔ مگر جب گھوڑا آگے بڑھا تو میں پھر یکہ پر بیٹھ گیا۔ ... اور ایسا متواتر ہوا۔ ایسا ہی اور دوسرے دوست محبت میں کرتے تھے۔ جب قادیان ملے گا تو ہم مکانوں کی پرواہ نہیں کریں گے۔ اور مکانوں کو خدا پر چھوڑ دیں گے۔ اور وہاں دوڑ کر پہنچیں گے۔ جو شخص اپنی چیز کو خدا تعالیٰ پر چھوڑ دیتا ہے۔ وہ کبھی گھاٹا نہیں کھاتا۔ اس تذبذب اور تردد کا باعث بے ایمانی ہے۔ خدا تعالیٰ کی راہوں میں جانے والوں کو کوئی نقصان نہیں ہوتا۔ ظاہر میں اگرچہ نقصان نظر آتا ہے مگر اصل میں نقصان نہیں ہوتا۔

تم لوگ تو بیعت میں داخل ہو۔ جو لوگ بیعت میں شامل نہیں تھے۔ وہ بھی ایسے خیال دل میں نہ لاتے تھے۔ چاچڑاں شریف والے بزرگ جو بہاول پور کے نوابوں کے پیر تھے۔ وہ ایک دفعہ مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ نواب صاحب بھی وہاں ہی تھے۔ اس وقت آتھم کی پیشگوئی کا وقت گزر گیا تھا۔ اس مجلس میں یہ باتیں ہونے لگیں۔ کہ پیشگوئی کا وقت گزر گیا ہے۔ آتھم نہیں مرا اور مرزا ذلیل ہوا ہے۔ پیر صاحب جیسا کہ ان کے خطوط سے معلوم ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لائے ہوئے تھے۔ مگر بیعت نہیں کی تھی۔ تھوڑی دیر تو آپ خاموش رہے۔ پھر آپ نے سر اٹھایا اور آپ کی آنکھوں میں ایک اضطراب کی حالت تھی۔ آپ نے فرمایا کہ کون کہتا ہے کہ آتھم نہیں مرا۔ مجھے تو اس کی لاش نظر آ رہی ہے۔ پھر انہوں نے نواب صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ یہاں محمد رسول اللہ صلی علیہ وسلم کی عزت کا سوال ہے۔ مرزا صاحبؑ کی عزت کا سوال نہیں۔ مرزا صاحب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے مقابلہ کیا ہے تو اسلام کی خاطر کیا ہے۔ مرزا صاحب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی دشمنی میں تم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی بھول گئے ہو۔ نواب صاحب چونکہ آپ کے مرید تھے۔ اس لئے وہ مرعوب ہو گئے۔ اگرچہ آپ کو بیعت کی توفیق نہیں ملی تھی۔ مگر انہیں نظر آ رہا تھا کہ آتھم روحانی طور پر مر چکا ہے۔ تم تو مومن ہو قربانیاں کبھی ضائع نہیں ہوتیں۔ ہاں روایتی شکل بدل سکتی ہے۔ لوہا جب مارا جاتا ہے تو وہ کشتہ بن جاتا ہے۔ اب کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ ضائع ہو گیا۔ بلکہ اس نے اپنی شکل بدل لی ہے۔ اور پہلے سے زیادہ قیمتی ہو گیا ہے۔ اسی طرح اگر تمہاری قربانیاں ضائع بھی ہو جائیں تو وہ کشتہ کی شکل اختیار کر لیں گی۔ اور اگر وہ کشتہ کی شکل اختیار کر لیں تو کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ ضائع ہو گئیں۔ سونے کی قیمت پہلے کیا تھی۔ یہی بیس پچیس روپے فی تولہ تھا۔ لیکن ان دنوں میں سونے کا کشتہ سو روپے فی تولہ بکتا تھا۔ کون کہتا ہے کہ سونا ضائع ہو گیا ہے۔ بلکہ اس کی قیمت پہلے سے دوگنی تگنی ہو جاتی تھی۔ اسی طرح بظاہر میں تو انسان کو نقصان نظر آتا ہے۔ لیکن اگر روحانی آنکھ سے دیکھا جائے تو فائدہ ہی فائدہ ہوتا ہے۔ درحقیقت زندہ وہی ہے جو روحانی طور پر زندہ ہے اور بینا وہی ہے جو روحانی طور پر بینا ہے۔''

(روزنامہ الفضل۔ 30 جنوری 1949ء، صفحہ 6)

مخالفین کی ایذاء سانی

''میں ان لوگوں میں سے ہوں جو نہایت ٹھنڈے دل کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کیا کرتے ہیں۔ میں نے اپنے کانوں سے مخالفین کی گالیاں سنیں اور اپنے سامنے بٹھا کر سنیں مگر باوجود اس کے تہذیب اور متانت کے ساتھ ایسے لوگوں سے باتیں کرتا رہا۔ میں نے پتھر بھی کھائے اس وقت بھی جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر امرتسر میں پتھر پھینکے گئے اس وقت میں بچہ تھا مگر اس وقت بھی خدا تعالیٰ نے مجھے حصہ دے دیا۔ لوگ بڑی کثرت سے اس گاڑی پر پتھر مار رہے تھے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیٹھے تھے۔ میری اس وقت چودہ پندرہ سال کی عمر ہو گی گاڑی کی ایک کھڑکی کھلی تھی میں نے وہ کھڑکی بند کرنے کی کوشش کی لیکن لوگ اس زور سے پتھر مار رہے تھے کہ کھڑکی میرے ہاتھ سے چھوٹ گئی اور پتھر میرے ہاتھ پر لگے۔ پھر جب سیالکوٹ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر پتھر پھینکے گئے' اس وقت بھی مجھے لگے۔ پھر جب تھوڑا عرصہ ہؤا میں سیالکوٹ گیا تو باوجود اس کے کہ جماعت کے لوگوں نے میرے اردگرد حلقہ بنا لیا تھا' مجھے چار پتھر لگے۔''

(انوار العلوم، جلد 17، صفحہ 508)

مخالفین کو اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرنے کی دعوت

''حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے مخالفین کو تحریک کی کہ ایسے جلسے منعقد کئے جائیں جن میں ہر شخص اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرے۔ آپ نے یہ نہیں کیا کہ چونکہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے مأمور ہوں اس لئے باقی سب لوگ اپنے اپنے مذہب کی تبلیغ بند کر دیں لیکن اگر آپ کانگرس کی پالیسی اختیار کرتے تو کہتے میں خدا تعالیٰ کی طرف سے آیا ہوں تم سب گونگے ہو جاؤ مگر نہیں آپ نے ایسا نہیں کیا کیونکہ آپ جانتے تھے کہ باقی لوگوں کو بھی تبلیغ کا

ویسا ہی حق ہے جیسا مجھے اس لئے آپ نے فرمایا کہ تم اپنی بات پیش کرو میں اپنی بات پیش کرتا ہوں اور جب تک یہ طریق پیش نہ کیا جائے امن کبھی نہیں ہو سکتا اور حق نہیں پھیل سکتا۔ دنیا میں کون ہے جو اپنے آپ کو حق پر نہیں سمجھتا لیکن جب خیالات میں اختلاف ہو تو ضروری ہے کہ اسے ظاہر کرنے کا موقع دیا جائے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 30 مئی 1930ء۔ خطبات محمودؒ، جلد 12، صفحہ 418)

ترک سفیر کو دیانت اور امانت پر قائم رہنے کی تلقین

''میں اس قسم کا اعتراض کرنے والوں کو ایک واقعہ سناتا ہوں جس سے پتہ لگ سکتا ہے کہ ان کے دلوں میں خانہ کعبہ کی عزت زیادہ ہے یا ہمارے دلوں میں۔ آج سے کئی سال پہلے جب بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام زندہ تھے، ایک ترکی سفیر یہاں آیا۔ ترکی حکومت کو مضبوط بنانے کے لئے اس نے مسلمانوں سے بہت سا چندہ لیا اور جب اُس نے جماعت احمدیہ کا ذکر سنا تو قادیان بھی آیا۔ حسین کامی اس کا نام تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اس کی گفتگو ہوئی۔ اس کا خیال تھا کہ مجھے یہاں سے زیادہ مدد ملے گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اُس کا وہ احترام کیا جو ایک مہمان کا کرنا چاہئے۔ پھر مذہبی گفتگو بھی ہوگئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اُسے کچھ نصائح کیں کہ دیانت و امانت پر قائم رہنا چاہئے لوگوں پر ظلم نہیں کرنا چاہئے اور فرمایا کہ رومی سلطنت ایسے ہی لوگوں کی شامتِ اعمال سے خطرہ میں ہے کیونکہ وہ لوگ جو سلطنت کی اہم خدمات پر مأمور ہیں اپنی خدمات کو دیانت سے ادا نہیں کرتے اور سلطنت کے سچے خیر خواہ نہیں بلکہ اپنی طرح طرح کی خیانتوں سے اس اسلامی سلطنت کو کمزور کرنا چاہتے ہیں۔ اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ سلطان روم کی سلطنت کی اچھی حالت نہیں ہے اور میں کشفی طریق سے اس کے ارکان کی حالت اچھی نہیں دیکھتا اور میرے نزدیک ان حالتوں کے ساتھ انجام اچھا نہیں۔ اور ترکی گورنمنٹ کے شیرازہ میں ایسے دھاگے ہیں جو وقت پر ٹوٹنے والے اور غداری سرشت ظاہر کرنے والے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب یہ نصیحتیں کیں تو اُس سفیر کو بہت بُری لگیں کیونکہ وہ اس خیال کے ماتحت آیا تھا کہ میں سفیر ہوں اور یہ لوگ میرے ہاتھ چُومیں گے اور میری کسی بات کا انکار نہیں کریں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب اُس سے یہ کڑوی کڑوی باتیں کیں کہ تم حکومت سے بڑی بڑی تنخواہیں وصول کر کے اس کی غداری کرتے ہو تمہیں تقویٰ وطہارت سے کام لیکر اسلامی حکومت کو مضبوط کرنا چاہئے تو وہ یہاں سے بڑے غصہ میں گیا اور اُس نے کہنا شروع کر دیا کہ یہ اسلامی حکومت کی ہتک کرتے ہیں کیونکہ انہوں نے کہا ہے کہ ترکی حکومت میں بعض کچے دھاگے ہیں۔ مسلمان عام طور پر دین سے محبت رکھتے ہیں مگر افسوس کہ مولوی انہیں کسی بات پر صحیح طور سے غور کرنے نہیں دیتے۔ یہ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ عوام الناس اپنے دلوں میں خدا تعالیٰ کا خوف رکھتے اور سچائی سے پیار کرتے ہیں مگر مشکل یہ ہے کہ مولوی انہیں کسی بات پر غور کرنے نہیں دیتے اور جھٹ اشتعال دلا دیتے ہیں۔ اس موقع پر بھی مولویوں نے عام شور مچا دیا کہ ترکی حکومت جو محافظِ حرمین شریفین ہے اس کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہتک کی ہے۔ جب یہ شور بلند ہوا تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اِس کے جواب میں لکھا تم تو یہ کہتے ہو کہ ترکی حکومت مکہ اور مدینہ کی حفاظت کرتی ہے مگر میں سمجھتا ہوں کہ ترکی حکومت چیز ہی کیا ہے کہ وہ مکہ اور مدینہ کی حفاظت کرے، مکہ اور مدینہ تو خود ترکی حکومت کی حفاظت کر رہے ہیں۔ جس شخص کے دل میں مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ کے متعلق اتنی غیرت ہو، اُس کے ماننے والوں کے متعلق کیا یہ کہا جا سکتا ہے کہ اگر خانہ کعبہ کی اینٹ سے اینٹ بج جائے تو وہ خوش ہوں۔ ہم تو یہ بھی برداشت نہیں کر سکتے کہ تسلیم کیا جائے کہ حقیقی طور پر مکہ اور مدینہ کی کوئی حکومت حفاظت کر رہی ہے۔ ہم تو سمجھتے ہیں کہ عرش سے خدا مکہ اور مدینہ کی حفاظت کر رہا ہے کوئی انسان ان کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکتا۔ ہاں ظاہری طور پر ہو سکتا ہے کہ اگر کوئی دشمن ان مقدس مقامات پر حملہ کرے تو اُس وقت انسانی ہاتھ کو بھی حفاظت کے لئے بڑھایا جائے لیکن اگر خدانخواستہ کبھی ایسا موقع آئے تو اُس وقت دنیا کو معلوم ہو جائے گا کہ حفاظت کے متعلق جو ذمہ داری خدا تعالیٰ نے انسانوں پر عائد کی ہے اس کے ماتحت جماعت احمدیہ کس طرح سب لوگوں سے زیادہ قربانی کرتی ہے۔ ہم ان مقامات کو مقدس ترین مقامات سمجھتے ہیں، ہم ان مقامات کو خدا تعالیٰ کے جلال کے ظہور کی جگہ سمجھتے ہیں اور ہم اپنی عزیز ترین چیزوں کو ان کی حفاظت کے لئے قربان کرنا سعادتِ دارین سمجھتے ہیں اور ہم یقین رکھتے ہیں کہ جو شخص ترچھی نگاہ سے مکہ کی طرف ایک دفعہ بھی دیکھے گا، خدا اُس شخص کو اندھا کر دے گا اور اگر خدا تعالیٰ نے کبھی یہ کام انسانوں سے لیا تو جو ہاتھ اس بدبین آنکھ کو پھوڑنے کے لئے آگے بڑھیں گے، ان میں ہمارا ہاتھ خدا تعالیٰ کے فضل سے سب سے آگے ہوگا۔''

(خطبات محمودؒ، جلد 16، صفحہ 547-549)

لباس میں سادگی اختیار کرنی چاہئے

''تبلیغ کے لئے بھی تو یہ بات ضروری ہے کہ مبلغ کی شکل مؤمنانہ ہو۔ پس مَیں خدام الاحمدیہ کو توجہ دلاتا ہوں کہ اُن کی ظاہری شکل اسلامی شعار کے مطابق ہونی چاہئے اور انہیں اپنی داڑھیوں میں، بالوں میں اور لباس میں سادگی اختیار کرنی چاہئے اسلام تمہیں صاف اور نظیف لباس پہننے سے نہیں روکتا بلکہ وہ خود حکم دیتا ہے کہ تم ظاہر صفائی کو ملحوظ رکھو اور گندگی کے قریب بھی نہ جاؤ مگر لباس میں تکلّف اختیار کرنا منع ہے۔ اسی طرح تھوڑی دیر کے بعد کوٹ کے کالر کو دیکھنا کہ اُس پر گرد تو نہیں پڑ گئی یہ ایک لغو بات ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں بعض لوگ اچھے اچھے کپڑے لاتے تھے اور آپ ان کپڑوں کو استعمال بھی کرتے تھے مگر کبھی لباس کی طرف ایسی توجہ نہیں فرماتے تھے کہ ہر وقت برش کروا رہے ہوں اور دل میں یہ خیال ہو کہ لباس پر کہیں گرد نہ پڑ جائے برش کروانا منع نہیں مگر اس پر زیادہ زور دینا اور اپنے وقت کا بیشتر حصہ اس قسم کی باتوں پر صَرف کر دینا پسندیدہ نہیں سمجھا جا سکتا۔ میں نے خود کبھی کوٹ پر برش نہیں کروایا نہ میرے پاس اتنا وقت ہوتا ہے اور نہ مجھے اِس بات کی کبھی پروا ہوئی ہے ممکن ہے میں نے چار کوٹ پھاڑے ہوں تو ان میں سے ایک کو کبھی ایک یا دو دفعہ برش کیا ہو۔ بعض لوگ اعتراض بھی کرتے ہیں مگر میں یہی کہا کرتا ہوں کہ میرے پاس ان باتوں کی طرف توجہ کرنے کے لئے وقت نہیں آپ کو اگر بُرا لگتا ہے تو بے شک لگے۔ اسی طرح کوٹ کے گریبان پر گردن کے قریب بعض دفعہ میل جم جاتی ہے مگر میرے نزدیک وہ میل اتنی اہم نہیں ہوتی جتنا میرا وقت قیمتی ہوتا ہے ہاں اگر کوئی شخص اُس میل کو دور کر دے یا کوٹ پر برش کر لیا کرے تو یہ منع نہیں۔ ہم جس چیز سے منع کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ ان ظاہری باتوں کی طرف اتنی توجہ کی جائے کہ یہ خیال کر لیا جائے اگر ایسا نہ ہوا تو ہماری ہتک ہو جائے گی۔ میں نے دیکھا ہے بعض لوگ دعوت کے موقع پر رونے لگ جاتے ہیں کہ ہمارے پاس فلاں قسم کا کوٹ نہیں، فلاں قسم کی پگڑی نہیں اس کے بغیر ہم دعوت میں کس طرح شامل ہوں۔ حالانکہ انسان کے پاس جس قسم کا لباس ہو اُسی قسم کے لباس میں اُسے دوسروں سے ملنے کے لئے چلے جانا چاہئے۔ اصل چیز تو ننگ ڈھانکنا ہے جب ننگ ڈھانکنے کے لئے لباس موجود ہے اور اس کے باوجود کوئی شخص کسی شخص کی ملاقات سے اِس لئے محروم ہو جاتا ہے کہ کہتا ہے میرے پاس فلاں قسم کا کوٹ نہیں یا فلاں قسم کا کرتہ نہیں تو یہ دین نہیں بلکہ دنیا ہے۔ اسی طرح اگر کسی کے پاس ٹوپی ہو تو اس کے لئے مناسب یہی ہے کہ وہ ٹوپی اپنے سر پر رکھ لے لیکن اگر ٹوپی اُس کے پاس موجود نہیں تو وہ ننگے سر ہی دوسرے کے ملنے کے لئے جا سکتا ہے اگر اس وقت وہ محض اس لئے کسی کو ملنے سے ہچکچاتا ہے کہ ٹوپی اس کے پاس

موجود نہیں تو وہ بھی تکلف سے کام لینے والا سمجھا جائے گا۔''

(انوار العلوم، جلد 16 صفحہ 441-442)

اللہ تعالیٰ قبولیت دعا کے لئے ظاہری سامان پیدا کرتا ہے

''اس میں شبہ نہیں کہ سامان کے بغیر بھی بعض اوقات کوئی کام ہو جاتا ہے، مگر اس میں بھی اخفاء کا پہلو ضرور ہوتا ہے۔ یہ کبھی نہ ہوگا کہ دعا کی اور عناصر میں یکا یک ویسا ہی تغیر پیدا ہو گیا۔ مثلاً پانی ملنے کے لئے دعا کی جائے تو یہ نہ ہوگا کہ ہوا میں سے آکسیجن اور ہائیڈروجن الگ ہو کر آپس میں مل جائیں اور پانی بن جائے۔ پانی کے لئے اللہ تعالیٰ کوئی ظاہری سامان ہی کرے گا مثلاً کسی قافلہ کو بھیج دے گا جس کے پاس پانی ہوگا، کسی سوکھے ہوئے کنوئیں سے پانی نکل آئے گا یا کوئی اور سامان پیدا ہو جائے گا یہ کبھی نہیں ہوگا کہ ہوا سے گیس نکل کر پانی بن جائے۔ پس جہاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بغیر سامان کے کام ہوتے ہیں، وہاں بھی اخفاء کا پہلو ضرور ہوتا ہے۔ ہماری جماعت میں بھی اس قسم کے معجزہ کی مثالیں ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کشف میں دیکھا کہ آپ نے اپنے ہاتھ سے بعض پیشگوئیاں لکھیں جن کا مطلب یہ تھا کہ ایسے واقعات ہونے چاہئیں۔ اور وہ کاغذ دستخط کرانے کے لئے خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کیا۔ اللہ تعالیٰ نے قلم کو دوات میں ڈالا اور جس طرح زیادہ سیاہی لگ جانے سے اسے چھڑک دیا جاتا ہے چھڑکا اور سرخ رنگ کے چھینٹے آپ پر بھی گرے۔ آپ نے اٹھ کر بعینہٖ ویسے ہی قطرے دیکھے۔ مولوی عبداللہ صاحب سنوری مرحوم ومغفور جو اس وقت آپ کے پاؤں دبا رہے تھے ان کی ٹوپی پر بھی قطرے گرے۔ اب یہ ایک نشان ہے اور ایسی چیز پیدا کی گئی جو عام قانون جاریہ میں نظر نہیں آتی مگر یہاں بھی اخفاء کا پہلو ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رؤیا دیکھا، اور رؤیا اپنی ذات میں اخفاء ہے۔ پھر جو گواہ تھا اس نے نہ قلم دیکھا نہ دوات نہ خدا کا ہاتھ اور نہ چھینٹے گرتے ہوئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سب کچھ دیکھا مگر آپ اس وقت سوئے ہوئے تھے اور یہ نظارہ کشف کا تھا اس طرح یہاں بھی اخفاء موجود ہے۔ پس تمام کام جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کئے جاتے ہیں، ان میں اخفاء ضرور رکھا جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق آتا ہے کہ آپ نے برتن میں ہاتھ ڈالا جس میں پانی کم تھا مگر پھر بھی سب لوگ سیراب ہو گئے۔''

(خطبات محمودؓ، جلد 15 صفحہ 213)

غلبہ اسلام اللہ تعالیٰ کی معجزانہ تائید ونصرت سے ہوگا

''حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جب 1908ء میں انتقال ہوا تو اُس وقت میری عمر صرف بیس سال کے قریب تھی۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ جماعت کے بعض دوستوں کے قدم لڑکھڑا گئے اور ان کی زبانوں سے اس قسم کے الفاظ نکلے کہ ابھی تو بعض پیشگوئیاں پوری ہونے والی تھیں۔ مگر آپ کی تو وفات ہو گئی ہے اب ہمارے سلسلہ کا کیا بنے گا؟

جب میں نے یہ الفاظ سنے تو اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ایک جوش پیدا کیا میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نعش کے سرہانے کھڑا ہو گیا اور میں نے اللہ تعالیٰ کو مخاطب کرتے ہوئے اسی کی قسم کھا کر یہ عہد کیا۔

کہ اے میرے ربّ! اگر ساری جماعت بھی اِس ابتلا کی وجہ سے کسی فتنہ میں پڑ جائے تب بھی میں اکیلا اس پیغام کو جو تُو نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ بھیجا ہے دنیا کے کناروں تک پہنچانے کی کوشش کروں گا اور اس وقت تک چین نہیں لوں گا جب تک کہ مَیں ساری دنیا تک احمدیت کی آواز نہ پہنچا دوں۔

اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے محض اپنے فضل سے مجھے اس عہد کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور میں نے آپ کے پیغام کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے لئے اپنی تمام زندگی وقف کر دی جس کا نتیجہ آج ہر شخص دیکھ رہا ہے کہ دنیا کے اکثر ممالک میں ہمارے مشن قائم ہو چکے ہیں اور ہزار ہا لوگ جو اس سے پہلے شرک میں مبتلا تھے یا عیسائیت کا شکار ہو چکے تھے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور سلام بھیجنے لگ گئے ہیں۔

لیکن ان تمام نتائج کے باوجود یہ حقیقت ہمیں کبھی فراموش نہیں کرنی چاہیے کہ دنیا کی اس وقت اڑھائی ارب کے قریب آبادی ہے اور ان سب کو خدائے واحد کا پیغام پہنچانا اور انہیں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلقہ بگوشوں میں شامل کرنا جماعت احمدیہ کا فرض ہے۔

پس ایک بہت بڑا کام ہے جو ہمارے سامنے ہے اور بڑا بھاری بوجھ ہے جو ہمارے کمزور کندھوں پہ ڈالا گیا ہے اتنے اہم کام میں اللہ تعالیٰ کی معجزانہ تائید ونصرت کے سوا ہماری کامیابی کی کوئی صورت نہیں، ہم اس کے عاجز اور حقیر بندے ہیں اور ہمارا کوئی کام اس کے فضل کے بغیر نتیجہ خیز نہیں ہو سکتا۔''

(روزنامہ الفضل ربوہ۔ 2 جنوری 1963ء)

سلسلہ کے کام خدا تعالیٰ کرتا ہے

''جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فوت ہوئے تو عام طور پر خیال کیا جاتا تھا کہ اب سلسلہ تباہ ہو جائے گا اور دشمن خوش تھا کہ چندہ آنا اب بند ہو جائے گا اور جماعت کی ترقی رک جائے گی۔ مگر جب لوگوں نے ایک دو سال کے بعد دیکھا کہ جماعت افراد کی تعداد کے لحاظ سے بھی بڑھ گئی ہے، قربانی کے لحاظ سے بڑھ گئی ہے اور اشاعت دین کے لحاظ سے بھی بڑھ گئی ہے۔ تو انہوں نے یہ نئی بات بنائی کہ اصل میں مولوی نور الدین صاحب جماعت میں ایک بہت بڑے عالم ہیں اور سلسلہ کی تمام ترقی کا انحصار انہی پر ہے۔ مرزا صاحب کی زندگی میں تمام کام مولوی صاحب ہی کرتے تھے۔ گو ظاہر میں مرزا صاحب کا نام رہتا تھا۔ چنانچہ کئی مولوی طرز کے لوگ جو ظاہری امور کی قدر زیادہ کرتے ہیں۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ہی کہا کرتے تھے کہ اس سلسلہ کو مولوی نور الدین صاحب چلا رہے ہیں انہوں نے جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد دیکھا کہ مولوی صاحب کے زمانہ میں سلسلہ پہلے سے بھی زیادہ ترقی کر رہا ہے تو انہوں نے خوش ہو کر کہنا شروع کر دیا کہ ہم نہ کہتے تھے کہ تمام کام مولوی نور الدین صاحب کا ہے۔''

(روزنامہ الفضل قادیان۔ 10 نومبر 1940ء صفحہ 4 مطابق 10 نبوت 1319 ہش صفحہ 4)

ہدایت دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے

''بعض لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس آتے اور کہتے کہ ہمارے گاؤں میں فلاں شخص ہے اگر وہ احمدی ہو جائے تو تمام گاؤں کے لوگ احمدی ہو جائیں گے حالانکہ ان کا خیال صحیح نہیں ہوتا کیونکہ اگر وہ مان بھی لے تب بھی بہت سے ہوتے ہیں جو نہیں مانتے اور تکذیب سے باز نہیں آتے۔ چنانچہ ایک گاؤں میں تین مولوی تھے وہاں کے لوگ کہتے کہ اگر ان میں سے کوئی مرزا صاحب کو مان لے تو ہم سب کے سب مان لیں گے۔ ان میں سے ایک نے بیعت کر لی تو لوگوں نے کہہ دیا کہ ایک نے مان لیا تو کیا ہوا اس کی عقل ماری گئی ہے ابھی دو نے نہیں مانا۔ پھر ایک اور نے بیعت کر لی تو پھر مخالفین نے یہی کہا کہ ان دونوں مولویوں کا کیا ہے ابھی ایک نے تو بیعت نہیں کی۔ ایسے واقعات ہمیشہ ہوتے رہتے ہیں لیکن جن لوگوں کا تجربہ وسیع نہیں ہوتا وہ اسی دھن میں لگے رہتے ہیں کہ فلاں شخص مان لے تو سب لوگ مان لیں گے مگر اکثر ایسا نہیں ہوتا۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 27 اپریل 1917ء۔ انوار العلوم، جلد 5 صفحہ 451-450)

خدا تعالیٰ کی تائید اور نصرت

''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس حالت اور اس کیفیت کا اندازہ اس نوٹ سے لگایا جا سکتا ہے جو آپ نے اپنی ایک

پرائیویٹ نوٹ بک میں لکھا اور جسے میں نے نوٹ بک سے لے کر شائع کر دیا۔ وہ تحریر آپ نے دنیا کو دکھانے کے لئے نہ لکھی تھی کہ کوئی اس میں کسی قسم کا تکلف اور بناوٹ خیال کر سکے۔ وہ ایک سرگوشی تھی اپنے رب کے ساتھ اور وہ ایک عاجزانہ پکار تھی اپنے اللہ کے حضور جو لکھنے والے کے قلم سے نکلی اور خدا تعالیٰ کے حضور پہنچی۔ آپ نے وہ تحریر نہ اس لئے لکھی تھی کہ وہ دنیا میں پہنچے اور نہ پہنچ سکتی تھی اگر میرے ہاتھ میں اللہ تعالیٰ اپنی مصلحت کے تحت نہ ڈال دیتا اور میں اسے شائع نہ کر دیتا۔

اس تحریر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں اے خدا! میں تجھے کس طرح چھوڑ دوں جب کہ تمام دوست و غمخوار مجھے کوئی مدد نہیں دے سکتے اس وقت تو مجھے تسلی دیتا اور میری مدد کرتا ہے۔ (مفہوم)''

(افتتاحی تقریر جلسہ سالانہ قادیان 1927ء۔ انوار العلوم، جلد 10، صفحہ 60)

خدا تعالیٰ کے لئے غیرت

''یہاں ایک شخص تھے بعد میں وہ بہت مخلص احمدی ہو گئے اور حضرت صاحب سے انکا بڑا تعلق تھا مگر احمدی ہونے سے قبل حضرت صاحب ان سے بیس سال تک ناراض رہے۔ وجہ یہ کہ حضرت صاحب کو ان کی ایک بات سے سخت انقباض ہو گیا اور وہ اس طرح کہ ان کا ایک لڑکا مر گیا۔ حضرت صاحب اپنے بھائی کے ساتھ ان کے ہاں ماتم پرسی کے لئے گئے ان میں قاعدہ تھا کہ جب کوئی شخص آتا اور اس سے ان کے بہت دوستانہ تعلقات ہوتے تو اس سے بغل گیر ہو کر روتے اور چیخیں مارتے اسی کے مطابق انہوں نے حضرت صاحب کے بڑے بھائی سے بغل گیر ہو کر روتے ہوئے کہا کہ خدا نے مجھ پر بڑا ظلم کیا ہے۔ یہ سن کر حضرت صاحب کو ایسی نفرت ہو گئی کہ ان کی شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتے تھے۔ بعد میں خدا نے انہیں توفیق دی اور وہ ان جہالتوں سے نکل آئے۔ غرض تقدیر کے مسئلہ کے غلط سمجھنے کا یہ نتیجہ ہے کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ خدا نے ہم پر یہ ظلم کیا، وہ ستم کیا اور اس طرح خدا کو گندی سے گندی گالیاں دینے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔''

(تقدیر الٰہی۔ انوار العلوم، جلد چہارم، صفحہ 544-545)

حقیقی ایمان

''ایک ماں کو اس کے بچہ کی خدمت کے لئے اگر صرف دلائل دیئے جائیں اور کہا جائے کہ اگر تم خدمت نہیں کرو گی تو گھر کا نظام درہم برہم ہو جائے گا اور یہ ہو گا اور وہ ہو گا تو یہ دلائل اُس پر ایک منٹ کے لئے بھی اثر انداز نہیں ہو سکتے۔ وہ اگر خدمت کرتی ہے تو صرف اس جذبۂ محبت کے ماتحت جو اس کے دل میں کام کر رہا ہوتا ہے اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ ایمان العجائز ہی انسان کو ٹھوکروں سے بچاتا ہے۔ ورنہ وہ لوگ جو حیل و حجت سے کام لیتے ہیں اور قدم قدم پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ فلاں حکم کیوں دیا گیا ہے اور فلاں کام کرنے کو کیوں کہا گیا ہے وہ بسا اوقات ٹھوکر کھا جاتے ہیں اور اُن کا رہا سہا ایمان بھی ضائع ہو جاتا ہے لیکن کامل الایمان شخص اپنے ایمان کی بنیاد مشاہدہ پر رکھتا ہے۔ وہ دوسروں کے دلائل کو تو سُن لیتا ہے مگر اُن کے اعتراضات کا اثر قبول نہیں کرتا کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کو اپنی روحانی آنکھوں سے دیکھ چکا ہوتا ہے۔ منشی اروڑے خانؓ صاحب جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک صحابی تھے اُن کا ایک لطیفہ مجھے یاد ہے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ مجھے بعض لوگوں نے کہا کہ اگر تم مولوی ثناء اللہ صاحب کی ایک دفعہ تقریر سن لو تب تمہیں پتہ لگے کہ مرزا صاحب سچے ہیں یا نہیں وہ کہنے لگے میں نے ایک دفعہ اُن کی تقریر سُنی۔ بعد میں لوگ مجھ سے پوچھنے لگے اب بتاؤ کیا اتنے دلائل کے بعد بھی مرزا صاحب کو سچا سمجھا جا سکتا ہے۔ میں نے کہا۔ میں نے تو مرزا صاحب کا مونہہ دیکھا ہوا ہے۔ اُن کا مونہہ دیکھنے کے بعد اگر مولوی ثناء اللہ صاحب دو سال بھی میرے سامنے تقریر کرتے رہیں تب بھی اُن کی تقریر کا مجھ پر کوئی اثر نہیں ہو سکتا اور میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ جھوٹے کا مونہہ تھا۔ بے شک مجھے اُن کے اعتراضات کے جواب میں کوئی بات نہ آئے میں تو یہی کہوں گا کہ حضرت مرزا صاحب سچے ہیں۔ غرض حکمت کا معلوم ہونا ایک کامل مؤمن کے لئے ضروری نہیں ہوتا کیونکہ اُس کا ایمان عقل کی بناء پر نہیں ہوتا بلکہ مشاہدہ پر مبنی ہوتا ہے۔''

(تفسیر کبیر، جلد دوم، صفحہ 279-280)

حضرت خواجہ غلام فرید صاحب چاچڑاں شریف

''حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی حق پر ہیں اور اپنے دعویٰ میں راستباز اور صادق ہیں اور آٹھوں پہر اللہ تعالیٰ حق سبحانہ کی عبادت میں مستغرق رہتے ہیں اور اسلام کی ترقی اور دینی امور کی سربلندی کے لئے دل و جان سے کوشاں ہیں۔ میں ان میں کوئی مذموم اور قبیح چیز نہیں دیکھتا۔ اگر انہوں نے مہدی اور عیسیٰ ہونے کا دعویٰ کیا ہے تو یہ بھی ایسی بات ہے جو جائز ہے۔''

(اشارات فریدی۔ ترجمہ از فارسی۔ جلد 3، صفحہ 179)

وحیٔ الٰہی

کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ہے غضب کہتے ہیں اب وحیِ خدا مفقود ہے
اب قیامت تک ہے اس اُمت کا قصّوں پر مدار

یہ عقیدہ برخلافِ گفتۂ دادار ہے
پر اُتارے کون برسوں کا گلے سے اپنے ہار

وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم
اب بھی اُس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار

گوہرِ وحیِ خدا کیوں توڑتا ہے ہوش کر
اِک یہی دیں کے لئے ہے جائے عزّ و افتخار

یہ وہ گل ہے جس کا ثانی باغ میں کوئی نہیں
یہ وہ خوشبو ہے کہ قرباں اس پہ ہو مُشکِ تتار

یہ وہ ہے مفتاح جس سے آسماں کے در کھلیں
یہ وہ آئینہ ہے جس سے دیکھ لیں رُوئے نگار

بس یہی ہتھیار ہے جس سے ہماری فتح ہے
بس یہی اِک قصر ہے جو عافیت کا ہے حِصار

ہے خدا دانی کا آلہ بھی یہی اسلام میں
محض قصّوں سے نہ ہو کوئی بشر طوفاں سے پار

یہی وحیِ خدا عرفانِ مولیٰ کا نشاں
جس کو یہ کامل ملے اُس کو ملے وہ دوستدار

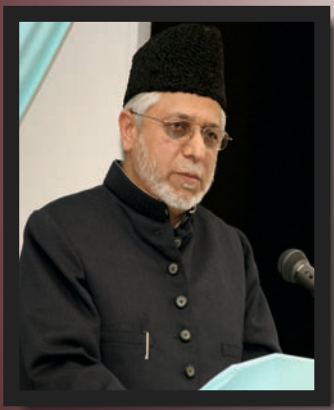

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جذبۂ خدمتِ اسلام

مکرم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب۔ امام مسجد فضل لندن

جماعت ہائے احمدیہ برطانیہ کا جلسہ سالانہ مورخہ 30، 31 اگست اور یکم ستمبر 2013ء کو حدیقۃ المہدی ہمپشائر لندن میں منعقد ہوا۔ جلسہ سالانہ کے تیسرے روز یکم ستمبر 2013ء کو مکرم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد لندن ومشنری انچارج یوکے نے ’حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جذبہ خدمتِ اسلام‘ کے موضوع پر نہایت علمی اور ایمان افروز تقریر کی۔ تقریر کا متن افادہ عام کے لئے ہدیہ قارئین کیا جاتا ہے۔ (ادارہ)

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ (سورۃ الانعام 6:163)

سورۃ الانعام کی جس آیت کی تلاوت کی گئی ہے اس کا ترجمہ یہ ہے کہ: ان کو کہہ دے کہ میری نماز اور میری پرستش میں جدّ وجہد اور میری قربانیاں اور میرا زندہ رہنا اور میرا مرنا سب خدا کے لئے اور اس کی راہ میں ہے۔ وہی خدا جو تمام عالموں کا رب ہے۔“

(ترجمہ از آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن، جلد 5، صفحہ 162)

اس آیت کریمہ میں ہمارے محبوب آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا وہ بلند ترین مقام فنا فی اللہ بیان کیا گیا جو عدیم المثال ہے۔ آنحضور ﷺ کی مقدس زندگی کا ایسا دلربا نقشہ بیان کیا گیا ہے جو ہر جہت سے لاثانی اور بے نظیر ہے۔ اس دور آخرین میں اللہ تعالیٰ نے رسول پاک ﷺ کے روحانی فرزند جلیل اور آپؑ کے عاشق صادق کو یہ سعادت اور توفیق عطا فرمائی کہ وہ کلیۃً اپنے آقا ﷺ کے رنگ میں رنگین ہو گیا اور کچھ ایسا فنا ہوا کہ اس ماہتاب ہدایت نے اپنے وجود میں آفتاب ہدایت کا ایک کامل اور حسین عکس پیدا کر لیا۔ غلام صادقؑ کا وجود آقائے نامدار ﷺ کا ظلِّ کامل بن گیا۔ اُس کی زندگی آقائے دوجہان ﷺ کی غلامی میں قدم بقدم چلتی ہوئی اس آیت کریمہ کی ایک جیتی جاگتی تصویر بن گئی۔ اسی تصویر کی ایک جھلک دکھانا میری آج کی تقریر کا موضوع ہے۔ عنوان ہے:

”حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جذبہء خدمتِ اسلام“

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ساری زندگی میں اسوۂ محمدیؐ کے عکسِ تام کا اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے کہ یہی آیت کریمہ تجدید کے رنگ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بھی الہاماً نازل ہوئی اور خدائے علیم وخبیر نے خود اس بات کی شہادت دی۔ (تذکرہ صفحہ 573۔ الہام 9 مارچ 1906ء)

حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی نظر میں خدمت اسلام کی عظمت کا اندازہ اس بات سے کیا جاسکتا ہے کہ جب 1889 میں آپ نے اللہ تعالیٰ کے اذن سے جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی اور سلسلۂ بیعت کا آغاز فرمایا تو بیعت کی شرائط میں اس بات کو بطور خاص شامل کیا کہ ہر بیعت کنندہ اس بات کا عہد کرے کہ وہ:

”دین اور دین کی عزت اور ہمدردیٔ اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور ہر یک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا۔“

(تاریخ احمدیت، جلد اوّل، صفحہ 337)

ایک دردمند دل کی کیفیت

19 ویں صدی کے آخر میں سارا ملکِ ہندوستان عیسائیت کی بھرپور یلغار کی زد میں تھا۔ ہر طرف عیسائیت کی تبلیغی سرگرمیوں کا زور تھا۔ مسلمان بالکل بے دست وپا تھے اور عیسائیوں کی یلغار، حکومت کی پشت پناہی اور مال و دولت کے بل بوتے پر، اُن کو خس و خاشاک کی طرح بہائے لئے جا رہی تھی۔ اس کیفیت کو دیکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دل میں جو درد اٹھا اور جس طرح خدمتِ اسلام کا بے پناہ جذبہ ابھرا، اُس کیفیت کا کچھ اندازہ آپ کی اس دردبھری تحریر سے کیا جاسکتا ہے۔ آپ نے فرمایا:

”کیا یہ سچ نہیں کہ تھوڑے ہی عرصہ میں اس ملکِ ہند میں ایک لاکھ کے قریب لوگوں نے عیسائی مذہب اختیار کر لیا۔ اور چھ کروڑ اور کسی قدر زیادہ اسلام کے مخالف کتابیں تالیف ہوئیں اور بڑے بڑے شریف خاندانوں کے لوگ اپنے پاک مذہب کو کھو بیٹھے یہاں تک کہ وہ جو آلِ رسول کہلاتے تھے وہ عیسائیت کا جامہ پہن کر دشمنِ رسول بن گئے اور اس قدر بدگوئی اور اہانت اور دشنام دہی کی کتابیں نبی کریم ﷺ کے حق میں چھاپی گئیں اور شائع کی گئیں کہ جن کے سننے سے بدن پر لرزہ پڑتا اور دل رو رو کر یہ گواہی دیتا ہے کہ اگر یہ لوگ ہمارے بچوں کو ہماری آنکھوں کے سامنے قتل کرتے اور ہمارے جانی اور دلی عزیزوں کو جو دنیا کے عزیز ہیں ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتے اور ہمیں بڑی ذلت سے جان سے مارتے اور ہمارے تمام اموال پر قبضہ کر لیتے تو واللہ ثم واللہ ہمیں رنج نہ ہوتا اور اس قدر کبھی دل نہ دکھتا جو ان گالیوں اور اُس توہین سے جو ہمارے رسول کریم ﷺ کی کی گئی، دُکھا۔“

(آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن، جلد 5، صفحہ 51-52)

اسلام کی حالتِ زار پر قلبی کرب

اسلام کی اس حالتِ زار پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سینہ میں جو تلاطم برپا تھا اس کا کچھ اندازہ آپ کے اشعار سے بھی ہوتا ہے۔ ایک فارسی شعر میں آپؑ فرماتے ہیں:

ایں دو فکرِ دینِ احمد مغزِ جانِ ما گداخت
کثرتِ اعدائے ملّت، قلّتِ انصارِ دیں

دشمنانِ دین کی کثرت اور دینِ احمد کے مددگاروں کی قلت، یہ دو فکر ہیں جنہوں نے ہماری جان کو گھلا دیا ہے۔

پھر فرماتے ہیں:

میرے آنسو اس غمِ دل سوز سے تھمتے نہیں
دیں کا گھر ویران ہے دنیا کے ہیں عالی منار

دن چڑھا ہے دشمنانِ دیں کا ہم پر رات ہے
اے مرے سورج نکل باہر کہ میں ہوں بے قرار
دل نکل جاتا ہے قابو سے یہ مشکل دیکھ کر
اے مری جان کی پناہ فوجِ ملائک کو اتار

یہی وہ درد و کرب تھا جو آپ کو راتوں کو بے قرار رکھتا اور آپ اسلام کی فتح اور غلبہ کے لئے ماہیٔ بے آب کی طرح تڑپتے اور خدائے قادر و قیوم کے آستانہ پر اپنی بے تاب دعاؤں کے ساتھ جھک جاتے۔ عرض کرتے:

دیکھ سکتا ہی نہیں میں ضعفِ دینِ مصطفٰے
مجھ کو کر اے میرے سلطاں کامیاب و کامگار
اے مرے پیارے مجھے اس سیلِ غم سے کر رِہا
ورنہ ہو جائے گی جاں اس درد سے تجھ پر نثار
اس دیں کی شان و شوکت یارب مجھے دکھا دے
سب جھوٹے دیں مٹا دے میری دعا یہی ہے

ان دلدوز کیفیات سے گزرتے ہوئے، اللہ تعالیٰ کے حضور گریہ وزاری کرتے ہوئے حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے خدمتِ اسلام کا علَم بلند کیا اور اسی جذبہ سے سرشار ہو کر زندگی کے آخری سانس تک اس کو سربلند کئے رکھا۔

خدمتِ اسلام کا عظیم ترین مقصد

خدمتِ اسلام کا عظیم ترین مقصد اور ذریعہ دنیا کو خالقِ حقیقی سے آگاہ کرنا اور اس کی محبت میں فنا کرنا ہے۔ یہ جذبہ جس شدت کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دل میں پایا جاتا تھا اس کو اپنے لفظوں میں بیان کرنے کی بجائے میں مسیح پاک علیہ السلام کے مقدس الفاظ میں بیان کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں:

''میری ہمدردی کے جوش کا اصل محرک یہ ہے کہ میں نے ایک سونے کی کان نکالی ہے اور مجھے جواہرات کے معدن پر اطلاع ہوئی ہے اور مجھے خوش قسمتی سے ایک چمکتا ہوا اور بے بہا ہیرا اس کان سے ملا ہے۔ اور اِس کی اس قدر قیمت ہے کہ اگر میں اپنے ان تمام بنی نوع بھائیوں میں وہ قیمت تقسیم کروں تو سب کے سب اُس شخص سے زیادہ دولت مند ہو جائیں گے جس کے پاس آج دنیا میں سب سے بڑھ کر سونا اور چاندی ہے۔ وہ ہیرا کیا ہے؟ سچا خدا۔ اور اس کو حاصل کرنا یہ ہے کہ اس کو پہچاننا۔ اور سچا ایمان اُس پر لانا اور سچی محبت کے ساتھ اُس سے تعلق پیدا کرنا اور سچی برکات اُس سے پانا۔ پس اس قدر دولت پا کر سخت ظلم ہے کہ میں بنی نوع کو اس سے محروم رکھوں اور وہ بھوکے مریں اور میں عیش کروں۔ یہ مجھ سے ہرگز نہیں ہوگا۔ میرا دل اُن کے فقر و فاقہ کو دیکھ کر کباب ہو جاتا ہے۔ ان کی تاریکی اور تنگ گذرانی پر میری جان گھٹتی جاتی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آسمانی مال سے اُن کے گھر بھر جائیں اور سچائی اور یقین کے جواہر ان کو اتنے ملیں کہ ان کے دامنِ استعداد پُر ہو جائیں۔''

(اربعین، روحانی خزائن، جلد 17 صفحہ 344-345)

اپنے ذاتی تجربہ اور وجدان کی بنیاد پر آپ نے کس درد اور بے پناہ جذبہ سے دنیا کو خدا تعالیٰ کے آستانے کی طرف بلایا، وہ بیان سننے سے تعلق رکھتا ہے۔ آپ نے فرمایا:

''ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذّات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اُس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اُس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے۔ اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو۔ کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ میں کیا کروں اور کس طرح اِس خوشخبری کو دلوں میں بٹھا دوں۔ کس دف سے میں بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سن لیں۔ اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں۔''

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن، جلد 19 صفحہ 21-22)

اس ارشاد کے ایک ایک لفظ سے خدمتِ اسلام کا جذبہ جس شان سے چھلکتا ہے وہ کسی وضاحت کا محتاج نہیں۔

آپ کا جذبۂ خدمتِ اسلام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دل میں جس قدر خدمتِ اسلام کی تڑپ تھی اور جس طرح یہ لگن آپ کو لگی ہوئی تھی اس کی حدود بست کا اندازہ کرنا انسانی فکر و فہم کے بس میں نہیں۔ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی اپنی طبیعت میں فطرتی عاجزی اور انکساری کے بے پناہ جذبہ کے سبب اپنے جذبات و احساسات کے اظہار میں حد درجہ اخفاء اور احتیاط سے کام لیتے تھے لیکن یہ جذبۂ خدمتِ اسلام تو آپ کے رگ و ریشہ میں اس گہرائی تک سرایت کر چکا تھا کہ وہ آپ کے حرف حرف اور زندگی کی ہر ادا سے چھلک چھلک پڑتا تھا۔ وقت کی رعایت سے صرف چند ارشادات و واقعات پیش کرتا ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''میں اُس مولیٰ کریم کا اِس وجہ سے بھی شکر کرتا ہوں کہ اُس نے ایمانی جوش اسلام کی اشاعت میں مجھ کو اِس قدر بخشا ہے کہ اگر اِس راہ میں مجھے اپنی جان بھی فدا کرنی پڑے تو میرے پر یہ کام بفضلہ تعالیٰ کچھ بھاری نہیں..... اُسی کے فضل سے مجھ کو یہ عاشقانہ روح ملی ہے کہ دکھ اٹھا کر بھی اُس کے دین کے لئے خدمت بجا لاؤں اور اسلامی مہمات کو بشوق و صدق تمام تر انجام دوں۔ اِس کام پر اُس نے آپ مجھے مامور کیا ہے اب کسی کے کہنے سے مَیں رُک نہیں سکتا..... اور چاہتا ہوں کہ میری ساری زندگی اسی خدمت میں صرف ہو اور درحقیقت خوش اور مبارک زندگی وہی زندگی ہے جو الٰہی دین کی خدمت اور اشاعت میں بسر ہو۔''

(آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن، جلد 5 صفحہ 35-36)

پھر آپؑ فرماتے ہیں اور کس درد سے فرماتے ہیں:

''ہمارے اختیار میں ہو تو ہم فقیروں کی طرح گھر بہ گھر پھر کر خدا تعالیٰ کے سچے دین کی اشاعت کریں اور اِس ہلاک کرنے والے شرک اور کفر سے جو دنیا میں پھیلا ہوا ہے، لوگوں کو بچا لیں۔ اگر خدا تعالیٰ ہمیں انگریزی زبان سکھا دے تو ہم خود پھر کر اور دورہ کر کے تبلیغ کریں اور اسی تبلیغ میں زندگی ختم کر دیں خواہ مارے ہی جاویں۔''

(ملفوظات، جلد 3 صفحہ 291-292)

خدمت دین کے لئے زندگی وقف کرنے کا جوش جس قدر آپؑ میں پایا جاتا تھا۔ ذرا اس کا اندازہ لگایئے۔ فرمایا:

''اِس وقف کے لئے اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ جوش عطا فرمایا ہے کہ اگر مجھے یہ بھی کہہ دیا جاوے کہ اِس وقف میں کوئی ثواب اور فائدہ نہیں ہے بلکہ تکلیف اور دکھ ہوگا تب بھی میں اسلام کی خدمت سے رک نہیں سکتا۔''

(ملفوظات، جلد دوم صفحہ 100)

پھر اسی تسلسل میں آپ اپنے جذبات کا اظہار اس طرح فرماتے ہیں۔ فرمایا:

''میں خود جو اِس راہ کا پورا تجربہ کار ہوں اور محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور فیض سے میں نے اِس راحت اور لذّت سے حظ اٹھایا ہے۔ یہی آرزو رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں زندگی وقف کرنے کے لئے اگر مر کے پھر زندہ ہوں اور پھر مروں اور زندہ ہوں تو ہر بار میرا شوق ایک لذت کے ساتھ بڑھتا ہی جاوے۔''

(ملفوظات، جلد دوم صفحہ 99-100)

حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے ایک بزرگ صحابی حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی روایت کرتے ہیں کہ ایک موقعہ پر آپؑ نے فرمایا:

''میرا تو خیال ہے کہ پاخانہ پیشاب پر بھی مجھے افسوس آتا ہے کہ اتنا وقت ضائع ہو جاتا ہے۔ یہ بھی کسی دینی کام میں لگ

جائے۔اور فرمایا۔کوئی مشغولی اور تصرف جو دینی کاموں میں حارج ہو اور وقت کا کوئی حصہ لے، مجھے سخت ناگوار ہے۔اور فرمایا: جب کوئی دینی ضروری کام آپڑے تو میں اپنے اوپر کھانا پینا اور سونا حرام کر لیتا ہوں، جب تک وہ کام نہ ہو جائے۔فرمایا: ہم دین کے لئے ہیں اور دین کی خاطر زندگی بسر کرتے ہیں۔بس دین کی راہ میں ہمیں کوئی روک نہ ہونی چاہیئے۔''

(سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام از مولانا عبدالکریم سیالکوٹی صاحبؓ،صفحہ 28)

جذبۂ خدمتِ اسلام کے بارہ میں گواہیاں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک اور بزرگ صحابی حضرت یعقوب علی عرفانیؓ اپنا لمبا اور قریبی مشاہدہ ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔فرمایا:

''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی فطرت میں تبلیغ اسلام کا جوش اس قدر تھا کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ بعض اوقات مجھے خطرہ ہوتا ہے کہ اس جوش سے میرا دماغ نہ پھٹ جاوے''

(حیاتِ احمد از یعقوب علی عرفانیؓ، جلد اول حصہ دوم، صفحہ 150)

حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلویؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے ایک موقع پر فرمایا:

''میرے دماغ میں اسلام کی حالت اور عیسائیوں کے حملوں کو دیکھ دیکھ کر اس قدر جوش اٹھتا ہے کہ بعض وقت مجھے خطرہ ہوتا ہے کہ دماغ پھٹ جائے گا'' (الحکم۔7 تا 14 فروری 1923ء، صفحہ 8)

☆ مرزا سلطان احمد صاحب کی گواہی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بڑے بیٹے مرزا سلطان احمد صاحب کا بیان ہے کہ

''شرک کے خلاف حضرت کو اس قدر جوش تھا کہ اگر ساری دنیا کا جوش ایک پلڑے میں اور حضرت کا جوش دوسرے پلڑے میں ہو تو آپ کا پلڑا بھاری ہوگا''

(تاریخ احمدیت، جلد اوّل، صفحہ 114-115)

☆ ایک ہندو کا اعتراف

حضرت یعقوب علی عرفانیؓ اپنی کتاب حیات احمدؑ میں لکھتے ہیں:

''حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور لالہ ملاوامل صاحب کی ملاقات اور تعلقات میں جو بات بدیہی طور پر نظر آتی ہے وہ تبلیغِ اسلام ہی ہے۔سب سے پہلی ملاقات اور محض ناواقفیت کی ملاقات اور اس میں بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ آپ نے تبلیغ ہی شروع کر دی۔لالہ ملاوامل صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں نے یہ سمجھا کہ شاید مسلمانوں کے ہاں عشاء کی نماز سے پہلے کسی دوسرے کو تبلیغ اسلام کرنا ایک ضروری فرض ہے کیونکہ مرزا صاحب نے نماز سے پہلے اس کام کو ضروری سمجھا۔''

(حیاتِ احمدؑ از یعقوب علی عرفانی صاحبؓ جلد اول حصہ دوم صفحہ 149)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو تبلیغ کس قدر عزیز تھی اور کس طرح ہر وقت اس طرف توجہ رہتی تھی۔اس کا اندازہ مکرم مولوی عبدالقادر صاحبؓ مرحوم لدھیانوی کی بیٹی صفیہ بیگم صاحبہ کی روایت سے ہوتا ہے۔وہ بیان کرتی ہیں کہ:

''ایک دفعہ میرے والد صاحب نے مجھے بھیجا کہ جا کر حضرت صاحب سے عرض کرو کہ اب میں کیا کروں۔میں گئی۔حضور اقدس صحن میں کھٹولی پر پاؤں لٹکائے بیٹھے تھے۔مولوی محمد احسن صاحب مرحوم پاؤں دبا رہے تھے۔میں نے جا کر والد صاحب کی طرف سے کہا۔آپؑ نے فرمایا''حضرت مولوی صاحب سے کہو کہ باہر جاویں تبلیغ کے لئے''۔میں نے آ کر والد صاحب کو کہہ دیا۔والد صاحب ہنسے اور بہت خوش ہوئے۔فرماتے تھے۔اللہ! اللہ! حضرت صاحب کو تبلیغ سب کاموں سے پیاری ہے اور میرے دل میں بھی تبلیغ کا بہت شوق ہے۔''

(سیرت المہدی از صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ، حصہ پنجم، صفحہ 309)

اس جذبۂ خدمتِ اسلام کا ایک خوبصورت اظہار اس وقت ہوا جب 1885ء میں آپ کے ایک فدائی اور عاشق حضرت صوفی احمد جان صاحب لدھیانوی سفرِ حج پر جانے لگے تو حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے ایک دلگداز دعا ان کو لکھ کر دی کہ وہ حضور کی طرف سے یہ دعا خانۂ کعبہ میں اور میدان عرفات میں بطور خاص کریں۔اس میں لکھا کہ:

''اے ارحم الراحمین جس کام کی اشاعت کے لئے تو نے مجھے مامور کیا ہے اور جس خدمت کے لئے تو نے میرے دل میں جوش ڈالا ہے اس کو اپنے ہی فضل سے انجام تک پہنچا اور اس عاجز کے ہاتھ سے حجّتِ اسلام مخالفین پر اور ان سب پر جو اب تک اسلام کی خوبیوں سے بے خبر ہیں پوری کر۔''

(تاریخ احمدیت، جلد اوّل، صفحہ 265)

خدمتِ دین میں انہماک

خدمتِ دین میں غیر معمولی محویت اور انہماک کا ایک واقعہ حضرت مولانا عبدالکریم سیالکوٹی رضی اللہ عنہ کی زبانی سنئے۔لکھتے ہیں:

''میں نے دیکھا کہ حضرت اقدس نازک سے نازک مضمون لکھ رہے ہیں یہاں تک کہ عربی زبان میں بے مثل فصیح کتابیں لکھ رہے ہیں اور پاس ہنگامۂ قیامت برپا ہے۔بے تمیز بچے اور سادہ عورتیں جھگڑ رہی ہیں ... مگر حضرت یوں لکھے جا رہے ہیں اور کام میں یوں مستغرق ہیں کہ گویا خلوت میں بیٹھے ہیں... میں نے ایک دفعہ پوچھا۔اتنے شور میں حضور کو لکھنے میں یا سوچنے میں ذرا بھی تشویش نہیں ہوتی۔مسکرا کر فرمایا:

''میں سنتا ہی نہیں! تشویش کیا ہو اور کیوں کر ہو۔''

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ از عبدالکریم سیالکوٹیؓ صفحہ 23)

خدمتِ دین کرنے والوں کی قدر دانی

حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے جذبۂ خدمتِ اسلام کا اندازہ اس بظاہر معمولی لیکن بہت پُر معارف بات سے بھی کیا جا سکتا ہے کہ خدمتِ دین کرنے والوں کے بارہ میں آپ کا انداز کیسا دلربا تھا۔حضرت مولانا عبدالکریم سیالکوٹی صاحبؓ فرماتے ہیں کہ:

''کوئی دوست کوئی خدمت کرے۔کوئی شعر بنا لائے کوئی شعر تائیدِ حق پر لکھے آپؑ بڑی قدر کرتے ہیں اور بہت ہی خوش ہوتے ہیں اور بار بار فرماتے ہیں کہ اگر کوئی تائید دین کے لئے ایک لفظ نکال کر ہمیں دے تو ہمیں موتیوں اور اشرفیوں کی جھولی سے بھی زیادہ بیش قیمت معلوم ہوتا ہے۔اصل قبلۂ ہمت آپ کا، دین اور خدمتِ دین ہی ہے۔''

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ از عبدالکریم سیالکوٹیؓ صفحہ 50)

دو صحابہؓ کی گواہیاں

حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے ایک بزرگ صحابی حضرت پیر سراج الحق نعمانیؓ کو حضور کے قرب میں رہنے کا خوب موقع ملا۔جذبۂ خدمتِ اسلام کے حوالہ سے وہ اپنے تاثرات لکھتے ہوئے فرماتے ہیں:

''آپ اکثر سوتے کم تھے اور بہت کم لیٹتے تھے اور رات اور دن کا زیادہ حصہ مخالفوں کے رد اور اسلام کی خوبیاں اور آنحضرت ﷺ کے ثبوت رسالت و نبوت اور قرآن شریف کے منجانب اللہ ہونے کے دلائل اور توحید باری تعالیٰ اور ہستی باری تعالیٰ کے بارہ میں لکھنے میں گزرتا تھا اور اس سے جو وقت بچتا تو دعاؤں میں خرچ ہوتا۔دعاؤں کی حالت میں نے آپ کی دیکھی ہے کہ ایسے اضطراب اور ایسی بے قراری سے دعا کرتے تھے کہ آپ کی حالت متغیر ہو جاتی۔اور بعض وقت اسہال ہو جاتے اور دوران سر ہو جاتا۔''

(تذکرۃ المہدی از پیر سراج الحق نعمانیؓ، حصہ اول، صفحہ 11)

حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک موقعہ پر حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے اسلام کی غیرت کے حوالہ سے اپنے جذبات کی کیفیت کچھ اس طرح بیان کی کہ:

"میری جائیداد کا تباہ ہونا اور میرے بچوں کا آنکھوں کے سامنے ٹکڑے ٹکڑے ہونا مجھ پر آسان ہے بہ نسبت دین کی ہتک اور استخفاف کے دیکھنے اور اس پر صبر کرنے کے۔"

(سیرت مسیح موعودؑ از عبدالکریم سیالکوٹیؓ صفحہ 61)

پھر مزید فرماتے ہیں کہ:

"جن دنوں میں وہ موذی اور خبیث کتاب "امہات المومنین"، جس میں بجز دل آزاری، اور کوئی معقول بات نہیں، چھپ کر آئی۔ اس قدر صدمہ اس کو دیکھنے سے آپ کو ہوا کہ فرمایا:

"ہمارا آرام تلخ ہو گیا ہے۔"

(سیرت مسیح موعودؑ از عبدالکریم سیالکوٹیؓ صفحہ 61)

واقعات کی دنیا میں

خدمتِ اسلام کا یہ بے پناہ فدائیانہ جذبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا صرف لفظی اظہار اور اعلان نہ تھا بلکہ آپ کی ساری حیاتِ مطہرہ شروع سے لے کر آخر تک گواہ ہے کہ آپ نے اپنی ساری زندگی اسلام کی راہ میں قربان کر دی۔ یہی آپ کی تمنا اور دلی آرزو تھی۔ آپ کیا خوب فرماتے ہیں:

جانم فدا شود برہِ دینِ مصطفےٰ
این است کامِ دل اگر آید میسرم

کہ میری جان محمد مصطفےٰ ﷺ کے دین کی راہ پر فدا ہو جائے۔ یہی میرے دل کا مدعا ہے۔ اے کاش کہ یہ بات میسر آجائے۔

آیئے ایک بار پھر واقعات کی دنیا میں اتر کر جذبۂ خدمتِ اسلام کے حوالہ سے چند اور واقعات پر نظر کرتے ہیں۔

☆ حضرت مولوی فتح دین صاحب دھرم کوٹیؓ حضور کے ابتدائی زمانہ کے متعلق بیان فرماتے ہیں:۔

"میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور اکثر حاضر ہوا کرتا تھا اور کئی مرتبہ حضور کے پاس ہی رات کو بھی قیام کیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ میں نے دیکھا کہ آدھی رات کے قریب حضرت صاحب بہت بے قراری سے تڑپ رہے ہیں اور ایک کونہ سے دوسرے کونہ کی طرف تڑپتے ہوئے چلے جاتے ہیں جیسے کہ ماہی بے آب تڑپتی ہے یا کوئی مریض شدتِ درد کی وجہ سے تڑپ رہا ہوتا ہے۔ میں اس حالت کو دیکھ کر سخت ڈر گیا اور بہت فکر مند ہوا اور دل میں کچھ ایسا خوف طاری ہوا کہ اُس وقت میں پریشانی میں ہی مبہوت لیٹا رہا۔ یہاں تک کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ حالت جاتی رہی۔

صبح میں نے اِس واقعہ کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ذکر کیا کہ رات کو میری آنکھوں نے اس قسم کا نظارہ دیکھا ہے کیا حضور کو کوئی تکلیف تھی یا درد گردہ وغیرہ کا دورہ تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا" میاں فتح دین! کیا تم اُس وقت جاگتے تھے؟ اصل بات یہ ہے کہ جس وقت ہمیں اسلام کی مہم یاد آتی ہے اور جو مصیبتیں اِس وقت اسلام پر آرہی ہیں اُن کا خیال آتا ہے تو ہماری طبیعت سخت بے چین ہو جاتی ہے اور یہ اسلام ہی کا درد ہے جو ہمیں اِس طرح بے قرار کر دیتا ہے۔"

(سیرت المہدی از صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ، حصہ سوم، صفحہ 29)

جذبۂ خدمتِ اسلام کی ایک مثال

ابتدائی زمانہ کی بات ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ خبر ملی کہ بٹالہ کے ایک مولوی قدرت اللہ نامی نے اسلام چھوڑ کر عیسائیت اختیار کر لی ہے۔ آپ کو اس خبر سے دلی صدمہ ہوا۔ آپ نے منشی نبی بخش صاحب کو جو یہ خبر لے کر آئے تھے تاکیدی ارشاد فرمایا کہ پُر حکمت انداز میں ہر ممکن کوشش کریں کہ کسی طرح مولوی صاحب واپس اسلام میں آجائیں۔ آپ نے اس سلسلہ میں انہیں تفصیلی ہدایات بھی دیں اور فرمایا کہ اگر میری ضرورت ہوئی تو میں خود بھی جانے کو تیار ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ اسلام سے کسی کا مرتد ہو جانا ایک بڑا امر ہے، جس کو سرسری نہیں سمجھنا چاہئے۔ آپ نے منشی نبی بخش صاحب کو فرمایا کہ تم جا کر اس سلسلہ میں بھرپور کوشش کرو۔ میں دعا کروں گا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بالآخر اللہ تعالیٰ کے فضل سے مولوی قدرت اللہ صاحب واپس اسلام میں آ گئے جس سے حضرت اقدس کو بے حد خوشی ہوئی۔

(بحوالہ تاریخ احمدیت، جلد اوّل، صفحہ 114)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب اسلام اور ناموس رسالت کے دفاع میں قلمی جہاد کا آغاز فرمایا تو پھر آپ نے قلم کے ہتھیار کو اس وقت تک نہ رکھا جب تک اِس جہاد کو نقطۂ کمال تک نہ پہنچا دیا۔ یہ جہاد آپ نے جس جانفشانی سے سرانجام دیا اس سے آپ کا جذبۂ خدمتِ اسلام پوری طرح روشن ہو کر سامنے آجاتا ہے۔

حضرت پیر سراج الحق نعمانیؓ فرماتے ہیں:

"ایک روز کا ذکر ہے کہ قصیدہ اعجاز احمدی آپ لکھ رہے تھے... مجھے بھی بلوایا اور فرمایا کہ تم کاپی لکھو تا کہ جلدی یہ قصیدہ چھپ جائے اور فرمایا کہ کاپی ہمارے پاس بیٹھ کر لکھو میں نے عرض کیا بہت اچھا۔ آپ ایسا جلدی قصیدہ تصنیف کرتے تھے اور مجھے دیتے جاتے تھے کہ میں ابھی مضمون ختم نہیں کر سکتا تھا جو آپ اور مضمون دے دیتے تھے۔ رات کے گیارہ بج گئے آپ کے لئے کھانا آیا۔ فرمایا شام سے تو تم یہیں لکھ رہے ہو کھانا نہیں کھایا ہو گا آؤ ہم تم ساتھ کھائیں۔ ہمیں تو اسلام کی خوبیاں اور قرآن شریف کے منجانب اللہ ہونے کے دلائل دینے اور ثبوتِ نبوتِ محمد ﷺ میں یہاں تک استیلا اور غلبہ ہے کہ ہمیں نہ کھانا اچھا لگتا ہے نہ پانی نہ نیند۔ جب بھوک اور نیند کا سخت غلبہ ہوتا ہے تو ہم کھاتے ہیں یا سوتے ہیں۔"

(تذکرۃ المہدی از پیر سراج الحق نعمانیؓ، حصہ اول صفحہ 16)

حضرت منشی ظفر احمد کپورتھلویؓ بیان کرتے ہیں کہ:

"لدھیانہ کا واقعہ ہے کہ ایک دفعہ سر درد کا دورہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس قدر سخت ہوا کہ ہاتھ پیر برف کی مانند سرد ہو گئے۔ میں نے ہاتھ لگا کر دیکھا تو نبض بہت کمزور ہو گئی تھی۔ آپ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ اسلام پر کوئی اعتراض یاد ہو تو اس کا جواب دینے سے میرے بدن میں گرمی آجائے گی اور دورہ موقوف ہو جائے گا۔ میں نے عرض کی کہ حضور اس وقت تو مجھے کوئی اعتراض یاد نہیں آتا۔ فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کی نعت میں سے کچھ اشعار آپ کو یاد ہوں تو پڑھیں۔ میں نے براہین احمدیہ کی نظم "اے خدا! اے چارۂ آزارِما" خوش الحانی سے پڑھنی شروع کر دی اور آپ کے بدن میں گرمی آنی شروع ہو گئی۔ پھر آپ لیٹے رہے اور سنتے رہے۔ پھر مجھے ایک اعتراض یاد آ گیا۔... جب میں نے یہ اعتراضات سنائے تو حضور کو جوش آ گیا اور فوراً بیٹھ گئے اور بڑے زور کی تقریر جواباً کی۔ اور بہت سے لوگ بھی آ گئے۔ اور دورہ ہٹ گیا۔"

(سیرت المہدی از صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ، جلد چہارم، صفحہ 38-39، اصحاب احمد از ملک صلاح الدین، جلد چہارم، صفحہ 145-146)

حضرت منشی صاحبؓ ایک اور واقعہ بیان کرتے ہیں کہ:

"ایک دفعہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام لدھیانہ میں قیام پذیر تھے۔ میں اور محمد خان مرحوم ڈاکٹر صادق علی صاحب کو لے کر لدھیانہ گئے۔ (ڈاکٹر صاحب کپورتھلہ کے رئیس اور علماء میں سے شمار ہوتے تھے) کچھ عرصہ کے بعد حضور مہندی لگوانے لگے۔ اس وقت ایک آریہ آ گیا۔ جو ایم۔ اے تھا۔ اس نے کوئی اعتراض اسلام پر کیا۔ حضرت صاحب نے ڈاکٹر صاحب سے فرمایا۔ آپ ان سے ذرا گفتگو کریں تو میں مہندی لگوا لوں۔ ڈاکٹر صاحب جواب دینے لگے۔ مگر اس آریہ نے جو جوابی تقریر کی تو ڈاکٹر

صاحب خاموش ہوگئے۔ حضرت صاحب نے یہ دیکھ کر فوراً مہندی لگوانی چھوڑ دی اور اسے جواب دینا شروع کیا اور وہی تقریر کی جو ڈاکٹر صاحب نے کی تھی مگر اُس تقریر کو ایسے رنگ میں بیان فرمایا کہ وہ آریہ حضور کے آگے سجدہ میں گر پڑا۔ حضور نے ہاتھ سے اُسے اٹھایا۔ پھر وہ دونوں ہاتھوں سے سلام کر کے پچھلے پیروں ہٹتا ہوا واپس چلا گیا۔"

(سیرت المہدی از صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ، جلد چہارم، صفحہ 36)

ایک اور بزرگ صحابی حضرت پیر منظور محمد صاحبؓ کی روایت ہے کہ:

"ایک دن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طبیعت اچھی نہ تھی۔ ڈوڈنگی دالان کے صحن میں چارپائی پر لیٹے تھے اور لحاف اوپر لیا ہوا تھا۔ کسی نے کہا کہ ایک ہندو ڈاکٹر حضور سے ملنے آیا ہے۔ حضور نے اندر بلوالیا۔ وہ آکر چارپائی کے پاس کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کا رنگ نہایت سفید اور سرخ تھا۔ جنٹلمینی کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ طبیعت پوچھنے کے بعد شاید اس خیال سے کہ حضور بیمار ہیں، جواب نہیں دے سکیں گے۔ مذہب کے بارہ میں اِس وقت جو چاہوں کہہ لوں، اس نے مذہبی ذکر چھیڑ دیا۔ حضور فوراً لحاف اتار کر اٹھ بیٹھے اور جواب دینا شروع کیا۔ یہ دیکھ کر اس نے کہا کہ میں پھر کبھی حاضر ہوں گا اور چلا گیا۔"

(سیرت المہدی از صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ، جلد چہارم، صفحہ 134)

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ فرماتے ہیں:

"ایک دفعہ سخت گرمی کے موسم میں چند ایک خدام اندرون خانہ حضرت صاحبؑ کی خدمت میں حاضر تھے۔ مولوی عبدالکریم صاحبؓ مرحوم نے عرض کی کہ گرمی بہت ہے۔ یہاں ایک پنکھا لگا لینا چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ پنکھا تو لگ سکتا ہے اور پنکھا ہلانے والے کا بھی انتظام کیا جاسکتا ہے لیکن جب ٹھنڈی ہوا چلے گی تو بے اختیار نیند آنے لگے گی اور ہم سو جائیں گے تو یہ مضمون کیسے ختم ہوگا؟

ایک دفعہ جب سخت گرمی پڑی تو حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے ایک مضمون لکھا جس میں گرمی کا اظہار کرتے ہوئے اور گرمی کے سبب کام نہ کرسکنے کی معذرت کرتے ہوئے یہ الفاظ بھی لکھ دیئے کہ "گرمی ایسی سخت ہے کہ اِس کے سبب سے خدا کی مشین بھی بند ہوگئی ہے۔" اس میں مولوی صاحب مرحوم نے اس امر کی طرف اشارہ کیا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی شدت گرمی کے سبب کام چھوڑ دیا ہے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ مضمون سنا تو آپ نے فرمایا کہ یہ تو غلط ہے ہم نے تو کام نہیں چھوڑا۔

ایک دفعہ کسی دوست نے عرض کی کہ گرمی بہت ہے حضور کسی پہاڑ پر تشریف لے چلیں۔ فرمایا:

ہمارا پہاڑ تو قادیان ہی ہے یہاں چند روز دھوپ تیز ہوتی ہے تو پھر بارش آجاتی ہے۔"

(ذکر حبیب از مفتی محمد صادق صاحبؓ، صفحہ 126)

اسلام کی فتح کا بے پناہ جذبہ اور تمنا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سب سے بڑی دلی تمنا یہ تھی کہ ساری دنیا میں اسلام کا بول بالا اور غلبہ ہو۔ یہ سوچ اور فکر آپ کو ہمہ وقت دامنگیر رہتی۔ آپ کے اس بے تاب جذبہ کا اندازہ ایک دلچسپ روایت سے ہوتا ہے جو حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ ہے۔

آپ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس ایک کمرہ میں بیٹھے تھے۔ حضور ایک کتاب کی تصنیف میں مصروف تھے۔ دروازہ پر کسی شخص نے خوب زوردار دستک دی۔ آپ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ میں جا کر معلوم کروں کہ کون ہے اور کس غرض سے آیا ہے۔ میں نے دروازہ کھولا تو دستک دینے والے نے بتایا کہ مولوی سیّد محمد احسن صاحب امروہوی نے بھجوایا ہے کہ حضور کی خدمت میں یہ خوشخبری عرض کی جائے کہ آج فلاں شہر میں ان کا ایک غیر احمدی مولوی سے مناظرہ ہوا ہے اور انہوں نے اُس کو شکستِ فاش دی۔ اُس کو بہت رگیدا اور وہ مولوی بالکل لاجواب ہوگیا۔ حضرت مفتی صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ جب میں نے یہ سارا پیغام من وعن حضور کی خدمت میں عرض کیا تو حضور سن کر مسکرائے اور فرمایا کہ اُن کے اِس طرح زوردار دروازہ کھٹکھٹانے اور فتح کا اعلان کرنے سے میں سمجھا تھا کہ شاید وہ یہ خبر لائے ہیں کہ یورپ مسلمان ہوگیا ہے!

(بحوالہ سیرت المہدی از مرزا بشیر احمد صاحبؓ، حصہ اوّل، صفحہ 289-290)

حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے اِس بے ساختہ اظہار سے پتہ لگتا ہے کہ حضور کو یورپ میں اسلام کے غالب آنے کا کتنا خیال تھا۔ آپ کے نزدیک گویا سب سے بڑی اور حقیقی خوشی یہی تھی کہ سارا یورپ حلقہ بگوشِ اسلام ہوجائے۔ خدائی بشارتوں کے مطابق آپ کو اس بات پر محکم یقین تھا اس کے لئے آپ نے دعائیں بھی کیں اور بھرپور مساعی بھی۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ مسیح پاک علیہ السلام کی یہ دلی خواہش اور تمنا جلد از جلد پوری ہو۔ اور سارا یورپ ہی نہیں بلکہ ساری دنیا احمدیت یعنی حقیقی اسلام قبول کرلے آمین۔

بیماری کی حالت میں بھی قلمی جہاد جاری

حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی ساری زندگی خدمتِ اسلام کی خاطر مسلسل جہاد سے عبارت تھی۔ یہ جذبہ آپ کی ساری زندگی میں جلوہ گر نظر آتا ہے۔ قلمی جہاد کا جو سلسلہ آپ نے ابتدائی زمانہ میں شروع فرمایا وہ زندگی کے آخری لمحات تک جاری رہا۔ ابتدائی زندگی میں مددگار تھوڑے تھے اور سہولیات بھی نہ ہونے کے برابر تھیں۔ اِن حالات میں آپ بسا اوقات بالکل یکا و تنہا ساری بھاگ دوڑ کرتے۔ خود مضمون لکھتے۔ خود اسے کاتب کے پاس لے جاتے۔ خود درستی کرواتے۔ اور خود ہی اشاعت کے لئے پریس لے کر جاتے اور یہ سب کچھ خدمتِ اسلام کے بے پناہ جذبہ سے سرانجام دیتے۔

ذرا تصور کیجئے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ بزرگ فرستادہ اپنے گھر کے اندرونی صحن میں دفاعِ اسلام میں کتابیں لکھنے میں مصروف ہے۔ ایک دوات ایک طرف طاقچہ میں رکھی ہے اور دوسری دوسرے کنارے پر۔ چلتے چلتے کاغذ ہاتھ میں پکڑے مضمون لکھ رہے ہیں۔ قلم کی سیاہی کم ہوجاتی ہے تو دوات میں ڈبو لیتے ہیں۔ موسم کی سختی سے بے نیاز، سخت گرمی اور سخت سردی کی حالت میں بھی یہ جہاد جاری رہتا۔ صحت کی حالت میں بھی اور بیماری کی حالت میں بھی۔ آپ نے اپنی تصانیف کے بعض حصّے سخت بیماری کی حالت میں لکھے۔ اپنی آخری تصنیف پیغام صلح کا مضمون وفات سے صرف ایک روز قبل 25 مئی 1908ء کی شام کو مکمل کیا جبکہ آپ کو اسہال کی شکایت تھی۔ طبیعت نڈھال تھی لیکن آپ نے اسی حالت میں جس حد تک ہوسکا مضمون مکمل کرکے کاتب کے سپرد کیا۔ اور پھر اپنے سفرِ آخرت کے لئے تیار ہوگئے۔ آپ کی زندگی کے آخری لمحات کا یہ نقشہ شاہد ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ اسلام کی ساری زندگی جذبۂ خدمتِ اسلام سے بھرپور تھی۔

غلامِ صادق آقائے نامدار کے قدموں پر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے غیر معمولی جذبۂ خدمتِ اسلام کا ایک شاندار ظہور اس وقت ہوا جب 1893ء میں آپ نے اپنی معرکۃ الآراء کتاب "آئینہ کمالات اسلام" تصنیف فرمائی۔ اس کتاب میں آپ نے التبلیغ کے نام سے عربی زبان میں ایک تفصیلی مکتوب فقراء اور مشائخ ہند کے نام لکھا۔ اس میں بطور خاص 23 صفحات پر محیط ایک خاص حصہ اُس زمانہ کی طاقتور ملکہ وکٹوریہ کے نام لکھا جس میں آپ نے اپنے آقائے نامدار کے نقشِ قدم پر

چلتے ہوئے ملکہ معظمہ کو اُسی انداز اور الفاظ میں دعوتِ اسلام دی جو رسول پاک ﷺ نے اپنے زمانہ میں قیصر و کسریٰ کو لکھے تھے۔ آپ نے دیگر نصائح کے علاوہ یہ بھی فرمایا:

یا ملیکۃ الارض اسلمی تسلمین

کہ اے زمین کی ملکہ! تو مسلمان ہو جا۔ تُو اور تیری سلطنت محفوظ رہے گی۔ جس قوت اور شوکت سے آپ نے سلطنت برطانیہ کی ملکہ کو یہ پیغام حق دیا، وہ آپ کے دلی جذبات کا آئینہ دار ہے جو خدمت و اشاعت اسلام کے حوالہ سے آپ کے دل میں موجزن تھے۔ آپ کی اِس آوازِ حق کو یہ پذیرائی ملی کہ ملکہ وکٹوریہ نے حضرت اقدس کی خدمت میں شکریہ کا خط ارسال کیا اور خواہش کی کہ حضور اپنی دیگر تصانیف بھی ارسال فرمائیں۔

آپ کا یہ مجاہدانہ کارنامہ ایسا شاندار تھا کہ سابق ریاست بہاد پور کے ایک صاحبِ کشف بزرگ حضرت خواجہ غلام فرید صاحب آف چاچڑاں شریف نے آپ کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا اور لکھا کہ:

’’دینِ اسلام کی حمایت کے لیے آپ نے ایسی کمر ہمت باندھی ہے کہ ملکہ وکٹوریہ کو اسلام کا پیغام دیا ہے ... آپ کی تمام تر سعی اور جدوجہد یہ ہے کہ ... اسلامی توحید قائم ہو جائے۔‘‘

(تاریخ احمدیت، جلد اوّل، صفحہ 476-477)

اسی جذبہ تبلیغ اور خدمتِ اسلام کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 1897ء میں ملکہ وکٹوریہ کی ساٹھ سالہ جوبلی کے موقع پر ایک رسالہ تحفۂ قیصریہ کے نام سے لکھا جس میں ملکہ معظمہ کو دوسری بار پُرجوش انداز میں دعوتِ اسلام دی۔ بعد ازاں 1899ء میں ایک بار پھر اس پیغام حق کی یاددہانی کے طور پر رسالہ ’’ستارہ قیصریہ‘‘ تحریر فرمایا۔

یہ دونوں کتب آپ کے جوشِ تبلیغِ حق اور خدمتِ اسلام کا شاہکار ہیں۔ خدمتِ اسلام کا یہ نرالا انداز ایسا منفرد تھا کہ کسی اور مسلمان فرد یا ادارہ کو ایسی توفیق یا سعادت نہ مل سکی بلکہ اس کا خیال تک بھی نہ آیا۔

خدمت دین کی راہ میں ہر دکھ اٹھانے کو تیار

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جذبہ خدمتِ اسلام کا یہ پہلو کس قدر ایمان افروز ہے کہ ایک طرف تو آپ نے اس میدان میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور دشمنانِ اسلام کے مقابل پر ہر محاذ پر ایسا کامیاب دفاع کیا کہ آپ کی وفات پر جماعت کے حق گو مخالفین نے آپ کو ’’اسلام کا ایک بہت بڑا پہلوان‘‘ اور ’’ایک فتح نصیب جرنیل‘‘ کے القاب سے یاد کیا۔ اور تسلیم کیا کہ آپ نے ’’ہندوستان سے لے کر ولایت تک کے پادریوں کو شکست دے دی۔‘‘ دوسری طرف اس چومکھی لڑائی میں ہر دکھ اور تکلیف کو برداشت کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہتے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور حفاظت کا سایہ آپ کے سر پر تھا اگرچہ دشمنوں کی ہمیشہ یہ کوشش رہی کہ کسی طرح مسیح موعود علیہ السلام کی ذلت اور رسوائی کی کوئی صورت بن سکے۔ بہت سے ایسے واقعات ہوئے جن میں معاملہ اس قدر نازک رنگ اختیار کر گیا کہ گویا قانونی گرفت کا آخری مرحلہ آ گیا۔ لیکن جری اللہ فی حلل الانبیاء کا ردِّعمل کیسا ایمان افروز تھا کہ وہ اسلام کی خاطر ہر تکلیف اور آزار کو قبول کرنے کو تیار نظر آتا ہے مگر ساتھ کے ساتھ خدائی تائید و نصرت پر کامل یقین بھی ہے اس کی ایک مثال عرض کرتا ہوں۔

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک موقع پر پولیس کا ایک افسر اچانک مسیح پاک علیہ السلام کے گھر کی تلاشی کے لئے آ گیا۔ حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ کو جب یہ خبر ہوئی تو وہ سخت گھبراہٹ کی حالت میں بھاگتے ہوئے آئے اور مسیح پاک علیہ السلام کو بتایا کہ پولیس افسر وارنٹ گرفتاری اور ہتھکڑیوں کے ساتھ آ رہا ہے۔ حضرت صاحب اُس وقت کتاب نور القرآن تصنیف فرما رہے تھے۔ آپ نے سر اٹھا کر مسکراتے ہوئے نہایت اطمینان سے فرمایا:

’’میر صاحب! لوگ دنیا کی خوشیوں میں چاندی سونے کے کنگن پہنا کرتے ہیں۔ ہم سمجھ لیں گے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں لوہے کے کنگن پہن لئے۔‘‘

ساتھ ہی اللہ تعالیٰ پر کامل توکل کے ساتھ فرمایا:

’’مگر ایسا نہ ہوگا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی اپنی گورنمنٹ کے مصالح ہوتے ہیں۔ وہ اپنے خلفائے مامورین کی ایسی رسوائی پسند نہیں کرتا۔‘‘

(ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 305-306)

اور دنیا نے دیکھا کہ خدمتِ اسلام کی راہ میں اپنے آپ کو ہر امتحان کے لئے پیش کرنے والا وجود ہر ذلت و رسوائی سے ہمیشہ محفوظ رہا!

شدید مخالفت کے باوجود استقامت

اہل دنیا کی یہ ریت ازل سے جاری ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے آنے والوں کی ہمیشہ شدید مخالفت ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ بھی بعینہٖ یہی ہوا لیکن آپؑ نے جذبۂ خدمتِ اسلام سے سرشار ہو کر ہر آزمائش اور مشکل ترین گھڑی میں بے نظیر استقامت اور صبر کا نمونہ دکھایا اور خدمتِ اسلام کے مقدس جہاد میں سرِ مُو فرق نہیں آنے دیا۔ آپؑ کا یہ وصف اتنا نمایاں تھا کہ مخالفین نے اختلاف رائے کے باوجود اس بات کا اعتراف کیا۔ مخالفین کے چند اعترافات پیش کرتا ہوں۔

آپ کی وفات پر ایک آریہ رسالہ اندر لاہور کے ایڈیٹر نے لکھا کہ:

’’مرزا صاحب اپنے آخری دَم تک اپنے مقصد پر ڈٹے رہے اور ہزاروں مخالفتوں کے باوجود ذرا بھی لغزش نہیں کھائی۔‘‘

(سیرۃ طیبہ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ، صفحہ 107)

اِسی طرح ایک عیسائی مصنف H. A. Walter نے انگریزی رسالہ احمدیہ موومنٹ میں لکھا کہ:

’’مرزا صاحب کی اختلافی جرأت جو انہوں نے اپنے مخالفوں کی طرف سے شدید مخالفت اور ایذا رسانی کے مقابلہ میں دکھائی یقیناً بہت قابلِ تعریف ہے۔‘‘

(سیرۃ طیبہ۔ ایضاً۔ صفحہ 107)

اور ایک غیر احمدی مسلمان اخبار کرزن گزٹ دہلی نے لکھا کہ:

’’مرزا مرحوم نے مخالفتوں اور نکتہ چینیوں کی آگ میں سے ہو کر اپنا رستہ صاف کیا اور ترقی کے انتہائی عروج تک پہنچ گیا۔‘‘

(سیرۃ طیبہ۔ ایضاً۔ صفحہ 107)

یاد رہے کہ یہ اعترافات دوستوں کے نہیں، مخالفین کے ہیں۔

والفضل ما شھدت بہ الاعداء

خدمتِ دین میں ساری جائیداد قربان کرنے کو تیار

حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے خدمتِ اسلام کا آغاز بہت ابتدائی زمانہ سے ہی کر دیا تھا۔ اخبارات میں اسلام، قرآن مجید اور رسولِ پاک ﷺ کے خلاف چھپنے والے اعتراضات کے جوابات مضامین کی صورت میں دیتے۔ جب دیکھا کہ مخالفین کی طرف سے یہ سلسلہ بڑھتا جا رہا ہے تو آپ کے دل میں غیرتِ اسلام کے جذبہ نے جوش مارا اور آپ نے اللہ تعالیٰ کی خاص الخاص تائید و نصرت سے ایک معرکۃ الآرا کتاب براہین احمدیہ کے لکھنے کا آغاز فرمایا۔ یہ ایسی عظیم الشان کتاب ہے کہ کوئی دشمن اسلام آج تک اُن دلائل اور براہین کا جواب لکھنے پر قادر نہیں ہو سکا۔

جب کتاب کا پہلا حصہ شائع ہوا تو آپ نے سب منکرین

اسلام کو دعوتِ مقابلہ دی کہ اگر وہ اسلام کی بیان کردہ خوبیوں کے مقابل پر وہی خوبیاں اپنے مذہب میں دکھادیں یا ان سے نصف یا تیسرا حصہ یا چوتھا حصہ یا پانچواں حصہ ہی اپنے مذہب میں ثابت کردیں یا کم از کم ہمارے پیش کردہ دلائل کو توڑ کر دکھادیں تو میں اپنی ساری کی ساری جائیداد جس کی قیمت دس ہزار روپے کے قریب ہے ایسے شخص کو بطور انعام دینے کے لئے تیار ہوں۔

یہ کوئی معمولی بات نہ تھی۔ ایک طرف اپنی صداقت اور اپنے بیان کردہ دلائل کی برتری پر کامل یقین ظاہر ہوتا ہے اور دوسرے آپ کا جذبہء خدمتِ اسلام بھی خوب کھل کر آشکار ہوتا ہے کہ اسلام کی سربلندی کی خاطر آپ اپنا سب کچھ قربان کرنے کو تیار تھے۔ آپ نے اپنی ساری جائیداد پیش کردی لیکن کوئی مخالف اس میدانِ مقابلہ میں اترنے کی جرأت نہ کرسکا۔

جملہ مذاہب باطلہ کو مقابلہ کی دعوت

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا بنیادی مقصد احیائے اسلام اور جملہ مذاہبِ عالم پر اسلام کو غالب کرنا تھا۔ یہی آپ کی زندگی کا مقصد تھا اور آپ کو اپنی جان سے بڑھ کر عزیز تھا۔ آپ نے اِس بلند مقصد کی خاطر اپنی ساری زندگی بسر کی۔ یہی جذبۂ خدمتِ اسلام آپ کی زندگی کے ایک جلی عنوان کے طور پر جگمگاتا نظر آتا ہے۔

اس کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ آپ نے دنیا کے سب مذاہب کو بارہا مقابلہ کی دعوت دی اور بڑے زوردار انداز میں دی۔ اس کی ایک مثال عرض کرتا ہوں۔ 1893ء میں آپ نے اپنی کتاب ’’آئینہ کمالات اسلام‘‘ میں فرمایا:

’’اب اگر کوئی سچ کا طالب ہے خواہ وہ ہندو ہے یا عیسائی یا آریہ یا یہودی یا برہمو یا کوئی اور ہے اس کے لئے یہ خوب موقعہ ہے جو میرے مقابل پر کھڑا ہو جائے۔ اگر وہ امور غیبیہ کے ظاہر ہونے اور دعاؤں کے قبول ہونے میں میرا مقابلہ کرسکا تو میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اپنی تمام جائداد غیر منقولہ جو دس ہزار روپیہ کے قریب ہوگی اس کے حوالہ کردوں گا یا جس طور سے اس کی تسلی ہوسکے اُس طور سے تاوان ادا کرنے میں اس کو تسلی دوں گا۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات، جلد اول صفحہ 349-350)

آپ کی یہ دعوتِ مقابلہ دنیا کے سب مذاہب کے نام تھی۔ لیکن کسی مذہب کا کوئی شخص مقابلہ کے لئے تیار نہ ہوا۔ آپ نے کیا خوب فرمایا:

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

اختتامیہ:

آج کی اس بابرکت مجلس میں ہم نے امام الزمان سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود و امام مہدی علیہ الصلاۃ والسلام کے جذبہء خدمتِ اسلام کا کچھ تذکرہ سنا۔ حق یہ ہے کہ ان باتوں کو سن کر، اپنے آپ پر نظر کرتے ہوئے ایک احمدی کی آنکھیں جھک جاتی ہیں اور دل، شرم اور ندامت سے بھر جاتا ہے کہ آپ علیہ السلام نے تو اپنے اور ہمارے آقا محمد مصطفےٰ ﷺ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے خدمتِ اسلام کی مقدس راہ میں اپنی ساری زندگی، وقت کا ایک ایک لمحہ اور خداداد صلاحیتوں اور طاقتوں کا ایک ایک ذرہ قربان کر دیا۔ اور ایک ہم ہیں کہ خدمتِ دین کا جذبہ تو رکھتے ہیں لیکن عملی میدان میں ابھی پا پیادہ ہیں۔ عہدِ بیعت کے تقاضے بہت بلند ہیں۔ غلبہء اسلام کی آخری منزل دور افق پر نظر آتی ہے اور ہمارے قدم ابھی بہت آہستہ ہیں۔

خدمتِ دین کے علمبردارو! دیکھو کہ تمہارا قافلہ سالار، تمہارا محبوب امام، کب سے تمہیں بلا رہا ہے۔ آؤ! اور خدمتِ اسلام کے میدان میں اترتے ہوئے اپنے سب عہد و پیمان سچ کر دکھاؤ۔ دیکھو! یہ میدان بہت وسیع ہے اور مخلص اور جانثار احمدی خدمت گزاروں کی آمد کا منتظر ہے۔

پس اے مسیح محمدیؑ کے جانثارو! مردانہ وار آگے بڑھو اور ساری دنیا کو محمد مصطفےٰ ﷺ کے نور سے بھر دو۔ قریہ قریہ اسلام کی منادی کرو اور ساری دنیا میں توحید کا علم لہراتے ہوئے اپنا سب کچھ اس راہ میں قربان کردو!

آخر میں حضرت مسیح پاک علیہ السلام کا ایک دلگداز حوالہ پیش کرتا ہوں۔ احباب سے درخواست ہے کہ بہت غور اور توجہ سے سماعت فرمائیں اور اپنے دلوں میں جگہ دیں۔ حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے ہم سب کو، ہاں ہم سب کو، مخاطب کرتے ہوئے بڑے درد سے فرمایا ہے:

’’میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اپنی جماعت کو وصیّت کروں اور یہ بات پہنچادوں۔ آئندہ ہر ایک کا اختیار ہے کہ وہ اُسے سنے یا نہ سنے کہ اگر کوئی نجات چاہتا ہے اور حیاتِ طیبہ یا ابدی زندگی کا طلب گار ہے تو وہ اللہ کے لئے اپنی زندگی وقف کرے اور ہر ایک اس کوشش اور فکر میں لگ جاوے کہ وہ اُس درجہ اور مرتبہ کو حاصل کرے کہ کہہ سکے کہ میری زندگی، میری موت، میری قربانیاں، میری نمازیں اللہ ہی کے لئے ہیں اور حضرت ابراہیمؑ کی طرح اُس کی روح بول اٹھے۔ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ جب تک انسان خدا میں کھویا نہیں جاتا، خدا میں ہوکر نہیں مرتا، وہ نئی زندگی پا نہیں سکتا۔‘‘

آپؑ فرماتے ہیں:

’’پس تم، جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو، تم دیکھتے ہو کہ خدا کے لئے زندگی کا وقف میں اپنی زندگی کی اصل غرض سمجھتا ہوں۔ پھر تم اپنے اندر دیکھو کہ تم میں سے کتنے ہیں جو میرے اس فعل کو اپنے لئے پسند کرتے اور خدا کے لئے زندگی وقف کرنے کو عزیز رکھتے ہیں۔‘‘

(ملفوظات، جلد دوم، صفحہ 100)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ توفیق عطا فرمائے۔ آمین

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

مشہور مفسر، صحافی اور ماہر تعلیم
مولانا ابوالکلام آزاد صاحب

’’ان کی یہ خصوصیت کہ وہ اسلام کے برخلاف ایک فتح نصیب جرنیل کا فرض پورا کرتے رہے ہمیں مجبور کرتی ہے کہ اس احساس کا کھلم کھلا اعتراف کیا جاوے تاکہ وہ مہتم بالشان تحریک جس نے ہمارے دشمنوں کو عرصہ تک پست اور پامال بنائے رکھا آئندہ بھی جاری رہے۔ ... مرزا صاحب کی یہ خدمت آنے والی نسلوں کو گرانبار احسان رکھے گی کہ انہوں نے قلمی جہاد کرنے والوں کی پہلی صف میں شامل ہوکر اسلام کی طرف سے فرض مدافعت ادا کیا۔ اور ایسا لٹریچر یادگار چھوڑا جو اس وقت تک کہ مسلمانوں کی رگوں میں زندہ خون رہے اور جماعت اسلام کا جذبہ ان کے شعار قومی کا عنوان نظر آئے قائم رہے گا۔‘‘

(اخبار ملت، لاہور 7 جنوری 1911ء)

ابتلاؤں کا دور اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قائم کردہ جماعت کا شاندار مستقبل

مکرم مولانا طاہر محمود احمد صاحب مربی سلسلہ نظارت اشاعت ربوہ

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ۔ وَلَاتَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ ۔بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰکِنْ لَّاتَشْعُرُوْنَ۔

(سورۃ البقرۃ2:154-155)

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو (اللہ سے) صبر اور صلوٰۃ کے ساتھ مدد مانگو۔ یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ اور جو اللہ کی راہ میں قتل کئے جائیں ان کو مُردے نہ کہو بلکہ (وہ تو) زندہ ہیں لیکن تم شعور نہیں رکھتے۔

اس ترقی یافتہ دور میں انسان کی زندگی میں جوں جوں سہولیات پیدا ہو رہی ہیں اور خدا تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کی فراوانی ہو رہی ہے انسان اتنا ہی خدا تعالیٰ سے دُور جا رہا ہے اور اس کی روحانی زندگی میں بگاڑ پیدا ہو رہا ہے۔ منکرینِ خدا تو مذہب کے قائل ہی نہیں لیکن مختلف مذاہب کے پیروکاروں کی کثیر تعداد نے بھی خدا اور اس کے انبیاء کی اطاعت کا جُوا اُتار پھینکا ہے۔ یہ بات سب تسلیم کرتے ہیں کہ موجودہ مہذب معاشروں کے قوانین کے بنیادی ماخذ مذاہب ہی ہیں۔

قدیم مذاہب بدھ مت، ہندومت، یہودیت اور عیسائیت محدود زمانوں اور محدود قوموں کے لئے تھے۔ مرورِ زمانہ کے ساتھ ان کی تعلیمات کا معطل ہونا ایک فطری عمل ہے۔ ان میں بگاڑ اور روحانی کمزوری کا پیدا ہونا بھی ضروری امر تھا۔ لیکن قرآن کریم ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے مسلمانوں پر اِدبار کیوں آیا؟۔ ہر طرف اخلاقی اقدار کو پامال کیا جا رہا ہے۔ آخر ایسا کیوں ہے؟

ایک بات پر سب متفق ہیں کہ مسلمانوں نے قرآنی تعلیمات سے منہ موڑ لیا ہے۔ آج سے چودہ سو سال قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دے دی تھی۔

عن علیؓ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم: یوشک ان یاتی علی الناس زمان لایبقیٰ من الاسلام الا اسمہ و لایبقیٰ من القراٰن الا رسمہ مساجدھم عامرۃ و ھی خراب من الھدیٰ علماء ھم شر من تحت ادیم السماء من عندھم تخرج الفتنۃ و فیھم تعود۔

(مشکوٰۃ۔ کتاب العلم،الفصل الثالث صفحہ38 و کنز العمال صفحہ 43/6)

حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عنقریب ایسا زمانہ آئے گا کہ نام کے سوا اسلام کا کچھ باقی نہیں رہے گا۔ الفاظ کے سوا قرآن کا کچھ باقی نہیں رہے گا۔ اس زمانہ کے لوگوں کی مسجدیں بظاہر تو آباد نظر آئیں گی لیکن ہدایت سے خالی ہوں گی ان کے علماء آسمان کے نیچے بسنے والی مخلوق میں سے بدترین مخلوق ہوں گے۔ ان میں سے ہی فتنے اُٹھیں گے اور ان میں ہی لوٹ جائیں گے یعنی تمام خرابیوں کا وہی سرچشمہ ہوں گے۔

عن ابی ھریرۃؓ قال کنا جلوساً عند النبی صلی اللہ علیہ و سلم اذ نزلت علیہ سورۃ الجمعۃ فلما قرا: 'و اٰخرین منھم لما یلحقوا بھم' قال رجل من ھٰولاء یارسول اللہ؟ فلم یراجعہ النبی صلی اللہ علیہ و سلم حتیٰ سالہ مرۃ او مرتین او ثلاثاً قال و فینا سلمان الفارسی قال: فوضع النبی صلی اللہ علیہ و سلم یدہ علیٰ سلمان ثم قال: لو کان الایمان عند الثریا لنا لہ رجال من ھٰولاء۔

(صحیح بخاری۔ کتاب التفسیر، سورۃ الجمعہ وصحیح مسلم)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم آنحضرت ﷺ کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ آپ ﷺ پر سورۃ جمعہ نازل ہوئی۔ جب آپ ﷺ نے اس کی آیت وَ اٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ۔ پڑھی جس کے معنے یہ ہیں کہ (کچھ بعد میں آنے والے لوگ بھی ان صحابہ میں شامل ہوں گے جو ابھی ان کے ساتھ نہیں ملے)۔ تو ایک آدمی نے پوچھا یا رسول اللہ! یہ کون لوگ ہیں جو درجہ تو صحابہ کا رکھتے ہیں لیکن ابھی ان میں شامل نہیں ہوئے۔ حضور ﷺ نے اس سوال کا کوئی جواب نہ دیا۔ اس آدمی نے تین دفعہ یہی سوال دہرایا۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت سلمان فارسیؓ ہم میں بیٹھے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ ان کے کندھے پر رکھا اور فرمایا اگر ایمان ثریا کے پاس بھی پہنچ گیا یعنی زمین سے اُٹھ گیا تو ان لوگوں میں سے کچھ لوگ اس کو واپس لے آئیں گے (یعنی آخرین سے مراد ابنائے فارس ہیں جن میں سے مسیح موعود ہوں گے اور ان پر ایمان لانے والے صحابہؓ کا درجہ پائیں گے۔)

ان حالات میں خدائے رحمٰن نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اسلام کی نشأۃِ ثانیہ کے لئے بھیجا۔ آپؑ نے اسلام کا بھرپور انداز میں دفاع کیا اور تمام مذاہب پر اسلام کا بول بالا کیا۔ اسلام کے مخالفین نے تو دشمن ہونا ہی تھا لیکن مسلمان بھی آپ کے شدید مخالفین میں شامل ہو گئے۔ آپ کی دشمنی میں سب متحد ہو گئے اور آپؑ کو ایذا رسانی کے منصوبے بنانے لگے اور یہ سلسلہ آج تک جاری ہے۔

مخالفین کو گھمنڈ ہے کہ وہ احمدیت کو ختم کر دیں گے یا اس کی ترقی کو روک لیں گے۔ اس قسم کی حسرتیں لے کر بڑے بڑے گدی نشین پیر، سجادہ نشین، علماء اور صاحبان اقتدار اس دنیا سے کوچ کر گئے لیکن وہ الٰہی جماعت کی ترقی کو نہیں روک سکے کیونکہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خوشخبریاں دی ہوئی ہیں۔ ان میں سے چند درج ذیل ہیں۔

”اور ایسا ہو گا کہ سب وہ لوگ جو تیری ذلت کی فکر میں لگے ہوئے ہیں اور تیرے ناکام رہنے کے درپے اور تیرے نابود کرنے کے خیال میں ہیں۔ ... وہ خود ناکام رہیں گے اور ناکامی اور نامرادی میں مریں گے لیکن خدا تجھے بکلّی کامیاب کرے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔ میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا اور ان میں کثرت بخشوں گا اور وہ مسلمانوں کے اس دوسرے گروہ پر تا بروز قیامت غالب رہیں گے جو حاسدوں اور معاندوں کا گروہ ہے خدا

انہیں نہیں بھولے گا اور فراموش نہیں کرے گا اور وہ علیٰ حسب الاخلاص اپنا اپنا اجر پائیں گے۔"

(آئینہ کمالات اسلام۔روحانی خزائن، جلد5، صفحہ 648)

"اے نادانوں اور اندھو! مجھ سے پہلے کون صادق ضائع ہوا جو میں ضائع ہو جاؤں گا۔ کس سچے وفادار کو خدا نے ذلت کے ساتھ ہلاک کر دیا جو مجھے ہلاک کرے گا۔ یقیناً یاد رکھو اور کان کھول کر سنو کہ میری روح ہلاک ہونے والی روح نہیں اور میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں۔ مجھے وہ ہمت اور صدق بخشا گیا ہے جس کے آگے پہاڑ ہیچ ہیں۔ میں کسی کی پرواہ نہیں رکھتا۔ میں اکیلا تھا اور اکیلا رہنے پر ناراض نہیں۔ کیا خدا مجھے چھوڑ دے گا؟ کبھی نہیں چھوڑے گا۔ کیا وہ مجھے ضائع کر دے گا؟ کبھی نہیں ضائع کرے گا۔ دشمن ذلیل ہونگے اور حاسد شرمندہ اور خدا اپنے بندے کو ہر میدان میں فتح دے گا۔"

(انوار الاسلام۔روحانی خزائن، جلد9، صفحہ 23)

"یہ عاجز اگرچہ ایسے کامل دوستوں کے وجود سے خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے لیکن باوجود اس کے یہ بھی ایمان ہے کہ اگرچہ ایک فرد بھی ساتھ نہ رہے اور سب چھوڑ چھاڑ کر اپنا اپنا راہ لیں تب بھی مجھے کچھ خوف نہیں۔ میں جانتا ہوں کہ خدا میرے ساتھ ہے۔ اگر میں پیسا جاؤں اور کچلا جاؤں اور ایک ذرّے سے بھی حقیر تر ہو جاؤں اور ہر ایک طرف سے ایذا اور گالی اور لعنت دیکھوں۔ تب بھی میں آخر فتحیاب ہوں گا۔ مجھ کو کوئی نہیں جانتا مگر وہ جو میرے ساتھ ہے۔ میں ہرگز ضائع نہیں ہوسکتا۔ دشمنوں کی کوششیں عبث ہیں اور حاسدوں کے منصوبے لاحاصل ہیں۔"

(انوار الاسلام۔روحانی خزائن، جلد9، صفحہ 23)

"یہ ان لوگوں کی غلطی ہے اور سراسر بدقسمتی ہے کہ میری تباہی چاہتے ہیں۔ میں وہ درخت ہوں جس کو مالک حقیقی نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے۔ جو شخص مجھے کاٹنا چاہتا ہے اس کا نتیجہ بجز اسکے کچھ نہیں کہ وہ قارون، یہودا اسکریوطی اور ابوجہل کے نصیب سے کچھ حصہ لینا چاہتا ہے۔ میں ہر روز اس بات کے لئے چشم پُر آب ہوں کہ کوئی میدان میں نکلے اور منہاج نبوت پر مجھ سے فیصلہ کرنا چاہے پھر دیکھے کہ خدا کس کے ساتھ ہے۔۔۔اے لوگو! تم یقیناً سمجھ لو کہ میرے ساتھ وہ ہاتھ ہے جو اخیر وقت تک مجھ سے وفا کرے گا۔ اگر تمہارے مرد اور تمہاری عورتیں اور تمہارے جوان اور تمہارے بوڑھے۔ اور تمہارے چھوٹے اور تمہارے بڑے سب مل کر میرے ہلاک کرنے کے لئے دعائیں کریں یہاں تک کہ سجدے کرتے کرتے ناک گل جائیں اور ہاتھ شل ہو جائیں تب بھی خدا ہرگز تمہاری دعا نہیں سنے گا اور نہیں رُکے گا جب تک وہ اپنے کام کو پورا نہ کر دے اور اگر انسانوں میں سے ایک بھی میرے ساتھ نہ ہو تو خدا کے فرشتے میرے ساتھ ہوں گے اور اگر تم گواہی کو چھپاؤ تو قریب ہے کہ پتھر میرے لئے گواہی دیں۔ پس اپنی جانوں پر ظلم مت کرو۔ کاذبوں کے منہ اور ہوتے ہیں اور صادقوں کے اور ... خدا کے ماموروں کے آنے کے لئے بھی ایک موسم ہوتے ہیں اور پھر جانے کے لئے بھی ایک موسم پس یقیناً سمجھو کہ میں نہ بے موسم آیا ہوں نہ بے موسم جاؤں گا۔ خدا سے مت لڑو یہ تمہارا کام نہیں کہ مجھے تباہ کر دو۔"

(تحفہ گولڑویہ۔روحانی خزائن، جلد17، صفحہ 50)

"ٹھٹھا کرو جس قدر چاہو، گالیاں دو جس قدر چاہو اور ایذا اور تکلیف دہی کے منصوبے سوچو جس قدر چاہو اور میرے استیصال کے ہر قسم کی تدبیریں اور مکر سوچو جس قدر چاہو پھر یاد رکھو کہ عنقریب خدا تمہیں دکھلا دے گا کہ اس کا ہاتھ غالب ہے۔"

(تحفہ گولڑویہ۔روحانی خزائن، جلد17، صفحہ 53)

یہ ہے احمدیت کا شاندار مستقبل جس کے متعلق خدا تعالیٰ نے وعدے کیے ہوئے ہیں اور خدا تعالیٰ کے وعدے ہمیشہ پورے ہوتے ہیں اور جماعت احمدیہ کو اس پر پکا یقین ہے۔

ایڈیٹر کرزن گزٹ، دہلی
مرزا حیرت دہلوی صاحب

"مرحوم کی وہ اعلیٰ خدمات جو اس نے آریوں اور عیسائیوں کے مقابلہ میں اسلام کی کی ہیں وہ واقعی بہت تعریف کی مستحق ہیں۔ اس نے مناظرہ کا بالکل رنگ ہی بدل دیا اور ایک جدید لٹریچر کی بنیاد ہندوستان میں قائم کر دی۔ بحیثیت ایک مسلمان ہونے کے بلکہ ایک محقق ہونے کے ہم اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ کسی بڑے سے بڑے آریہ اور پادری کو یہ مجال نہ تھی کہ وہ مرحوم کے مقابلہ میں زبان کھول سکتا۔"

(سلسلہ احمدیہ مولفہ قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ۔صفحہ 189)

انتخاب قصیدہ درشان
حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام
سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وہ قصیدہ میں کروں وصف مسیحا میں رقم
فخر سمجھیں جسے لکھنا بھی میرے دست وقلم
میں وہ کامل ہوں کہ سن لے میرے اشعار کو گر
پھینک دے جام کو اور چومے میرے پاؤں کو جم
کھولتا ہوں میں زباں وصف میں اس کے یارو
جس کے اوصاف حمیدہ نہیں ہو سکتے رقم
جان ہے سارے جہاں کی وہ شہ والا جاہ
منبع جود و سخا ہے وہ مرا ابر کرم
فیض پہنچانے کا ہے تو نے اٹھایا بیڑا
لوگ بھولے ہیں ترے وقت میں نام حاتم
تاج اقبال کا سر پر ہے مزیّن تیرے
نصرت و فتح کا اڑتا ہے ہوا میں پرچم
مال کیا چیز ہے اور جاں کی حقیقت کیا ہے
آبرو تجھ پہ فدا کرنے کو تیار ہیں ہم
غرق ہیں بحر معاصی میں ہم اے پیارے مسیحؑ
پار ہو جائیں اگر تو کرے کچھ ہم پہ کرم
آج دنیا میں ہر اک سو ہے شرارت پھیلی
پھنس گئی پنجۂ شیطاں میں ہے نسل آدم
جس طرف دیکھئے دشمن ہی نظر آتے ہیں
کوئی مونس نہیں دنیا میں نہ کوئی ہمدم
اپنے وعدے کے مطابق تجھے بھیجا اس نے
امت خیر رسل پر ہے کیا اس نے کرم
تیرے ہاتھوں سے ہی دجّال کی ٹوٹے گی کمر
شرک کے ہاتھ ترے ہاتھ سے ہی ہوویں گے قلم
تیری سچائی کا دنیا میں بجے گا ڈنکا
بادشاہوں کے ترے سامنے ہوں گے سرخم
التجا ہے میری آخر میں یہ اے پیارے مسیحؑ
حشر کے روز تو محمود کا بنیو ہمدم

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا شعری کلام

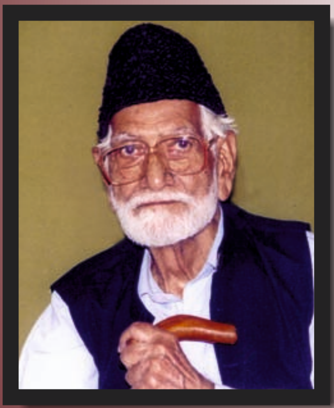

مکرم ابوالعارف سید سلیم شاہ جہان پوری صاحب مرحوم

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام چونکہ اسلام کی قلمی جنگ میں ایک فتح نصیب جرنیل کی حیثیت سے دنیا میں آئے تھے۔اس لئے قدرت خداوندی نے ابتداء سے ہی قلم کی لازوال قوتوں سے مسلح کر کے بھیجا تھا۔اور نہ صرف نثر نگاری کے وسیع وعریض میدان کے آپ شہسوار تھے بلکہ اقلیم سخن کو بھی آپ کی تاجداری پر ناز تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ہم عصر مسلمان شعراء کی طرح شعر وشاعری کو بطور پیشہ اختیار نہیں کیا بلکہ اسے ذکر الٰہی، آنحضرت ﷺ سے عشق وفدائیت کے اظہار کا ایک مؤثر ذریعہ قرار دیا اور پھر اپنی خداداد روحانی واخلاقی صلاحیتیوں کی بدولت اس میں اپنے مسیحائی انفاس سے وہ روح پھونکی کہ الفاظ گویا اسلام کی پرشوکت فوج میں بدل گئے اور تخیلات وتصورات زبردست روحانی اسلحہ خانوں میں ڈھل گئے جو قیامت تک کفر وضلالت کے فولادی قلعوں کو پاش پاش کرتے رہیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک عالی خاندان کے چشم وچراغ تھے جسے بجا طور پر سخن وروں کا گہوارہ قرار دیا جانا چاہئیے۔آپ کے والد ماجد حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب نے بھی طبیعت رسا پائی تھی۔وہ فارسی میں نہایت عمدہ شعر کہتے تھے اور تحسین تخلص فرماتے تھے۔حضرت مرزا سلطان احمد صاحب مرحوم نے ایک دفعہ ان کا کلام بلاغت نظام حافظ عمر دراز صاحب ایڈیٹر پنجابی اخبار کو دیا تھا مگر وہ فوت ہو گئے اور ان کے ساتھ یہ قیمتی خزانہ بھی معدوم ہو گیا۔ایک ایرانی شاعر نے اس امر کا اظہار کیا تھا کہ ان کا فارسی کلام ایرانی شعراء کی طرح فصیح وبلیغ ہے۔اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بڑے بھائی حضرت مرزا غلام قادر صاحب کو بھی ذوق سخن تھا اور وہ مفتوںؔ یا محزوںؔ تخلص کرتے تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شعری کلام کی ابتدا کس سن میں ہوئی؟

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شعری کلام کی ابتداء کس سن میں ہوئی؟ اس بارے میں احمدی مؤرخین کوئی قطعی رائے قائم نہیں کر سکے۔حضرت قمر الانبیاء مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلافت ثانیہ کے ابتداء میں حضرت مرزا سلطان احمد صاحب مرحوم سے شعروں کی ایک کاپی ملی تھی جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے دستِ مبارک سے شعر درج کئے تھے۔اس کاپی میں کئی شعر مکمل اور بعض نامکمل چھوڑے ہوئے تھے۔یہ کاپی حضرت قمر الانبیاء مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیان کے مطابق بہت پرانی معلوم ہوتی ہے جو غالباً حضور کی جوانی کا کلام تھا۔اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جوانی میں کلام کہنا شروع کیا تھا۔اور جوانی کے زمانہ کا سب سے ابتدائی کلام جو معین تاریخ کے ساتھ ملتا ہے وہ غالباً 1873ء کا فارسی کلام ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ابتداء میں فرخؔ تخلص فرمایا کرتے تھے جسے آپ نے زمانہ ماموریت کے چند سال بعد ترک کر دیا۔ان دنوں آپ اگرچہ اردو اور عربی شعروں میں اپنے خیالات کا اظہار فرماتے لیکن آپ کی زیادہ تر توجہ اپنی خاندانی زبان فارسی کی طرف تھی۔یہ تو ابتدائی زمانہ کی بات ہے ورنہ منصب ماموریت پر فائز ہونے کے بعد آپ نے اردو، عربی اور فارسی تینوں زبانوں کو اسلام کی منادی کا ذریعہ بنایا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلام الگ الگ تینوں زبانوں میں ''درثمین اردو''، ''درثمین فارسی'' اور ''القصائد الاحمدیہ'' کے نام سے چھپا ہے۔جس کی عظمت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ کی زندگی بھر کے اہم واقعات، دعاوی اور علم کلام اس میں پوری شانِ جامعیت کے ساتھ موجود ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ابتدائی کلام کی ملک کے بعض اخبارات میں اشاعت

1880ء سے پہلے جب کہ آپ کی مستقل تصانیف کی اشاعت شروع نہ ہوئی تھی۔آپ کبھی کبھی اپنا کلام ملک کے بعض اخبارات میں بھی بھجوا دیتے تھے۔چنانچہ ''منشور محمدی'' میں ایک اردو نظم جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قادیان سے 8 محرم الحرام 1295 ھجری مطابق 12 جنوری 1878ء کو رقم فرمائی اور نیا زمانہ متعلقہ ''جواب الجواب'' کے عنوان سے بھی شائع ہوئی۔یہ نظم الحکم جلد 44 نمبر 8 تا 11 ماہ مئی کے صفحہ 4 پر دوبارہ شائع ہوئی۔

درمکنون کی اشاعت

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعویٰ مسیحیت سے قبل ''دیوان فرخ قادیانی'' کے نام سے اپنی غزلیات وقطعات کا ایک مجموعہ بھی مرتب فرمایا تھا جو آپ کے وصال کے آٹھ سال بعد دسمبر 1916ء میں درمکنون کے نام سے پہلی دفعہ منظر عام پر آیا۔اس مجموعہ کلام میں حمد الٰہی، شانِ مصطفیٰ ﷺ، غیر مذاہب کے رد، اسلام کی حقانیت، اصلاح نفس، ذکر اولیاء، شانِ اولیاء علامات اولیاء، اخراج نبوت از یہود، ترک دنیا، دعا، ایمان، مذمت کبر، نفسِ امارہ، مرتبہ سلوک، مذمتِ شرک اور مذمتِ گور پرستی وغیرہ علمی وروحانی مسائل اور تصوف کے قیمتی اسرار ونکات بیان کئے گئے تھے۔اس دیوان کے زمانہ تصنیف کا تعین اس وقت تک نہیں کیا جا سکا۔سلسلہ عالیہ احمدیہ کے پہلے مؤرخ حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی ترابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک اس کا زمانہ قیام سیالکوٹ کے دور سے شروع ہوتا ہے اور بعض کے نزدیک سیالکوٹ سے واپسی کے بعد۔خود مجموعہ میں چار مقامات پر 17 اکتوبر 1873ء، 31 اگست 1876ء، 21 ستمبر 1872ء اور 16 نومبر 1872ء کی تاریخیں درج ہیں۔لہٰذا قیاسات اور تخمینوں سے الجھے بغیر علیٰ وجہ البصیرت کہا جا سکتا ہے کہ یہ مجموعہ کلام 1873ء سے 1888ء تک کے پندرہ سالہ عرصہ پر محیط ہے۔

(تاریخ احمدیت، حصہ اول، صفحہ 149-151)

درثمین اردو

''درثمین اردو'' حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اردو

مجموعہ کلام ہے۔ یہ وہ اشعار ہیں جو آپ نے اپنی مختلف تصانیف میں تحریر فرمائے۔ ان نظموں میں آپ کو اسلام کی صداقت، خداتعالیٰ کی الفت، قرآن کریم کی محبت، آنحضرت ﷺ سے والہانہ عقیدت کے عجیب نمونے ملتے ہیں جن کی تمام اردو ادب میں کوئی نظیر موجود نہیں۔ تبلیغی لحاظ سے یہ مجموعہ ایک مختصر انسائیکلوپیڈیا ہے جس میں عیسائیوں، آریوں، سناتن دھرمیوں، سکھوں اور دہریوں وغیرہ کو بےنظیر دلائل کے ساتھ اسلام کا پیغام پہنچایا گیا ہے۔ علاوہ ازیں اخلاقی نصائح، دینی نکات اور پرمعارف کلمات کا بھی یہ کتاب ایسا حسین گلدستہ ہے جس کی بھینی بھینی خوشبو دل و دماغ کو حیاتِ تازہ بخشتی اور روح کو فرحت پہنچاتی ہے۔

(پیش لفظ از شیخ محمد اسماعیل صاحب پانی پتی مطبوعہ درثمین اردو)

حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی ترابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کتاب ''حیات احمدؑ'' میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ابتدائی مقدمات کی یادداشتوں میں ایک منظوم دعا حضور ہی کے رسم الخط میں شائع کی جو مئی 1871ء کی ہے۔

(حیات احمدؑ، جلد اول، صفحہ 5)

اسی طرح اس کتاب میں مولوی اللہ دتہ صاحب کے نام حضور کا ایک منظوم خط بعنوان ''مکتوب درمسئلہ حیات النبی ﷺ'' بھی درج ہے جو 8 ستمبر 1872ء کا ہے حضرت عرفانی صاحبؓ ''درمکنون'' کے کلام کو 1868ء سے لے کر 1876ء تک کے کلام پر مشتمل قرار دیتے ہیں۔

(حیات احمدؑ، جلد اول، صفحہ 49)

براہین احمدیہ حصہ دوم جو 1880ء میں طبع ہوئی۔ اس وقت سے اردو منظومات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابوں میں شامل ہونا شروع ہوگئیں تھیں جن کا سلسلہ آخر تک جاری رہا۔

(شعرائے احمدیت مرتبہ سلیم شاہ جہان پوری۔ کراچی: ابوالعارف، صفحہ 105-109)

فرقہ اہل حدیث کے مشہور لیڈر

مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب نے ''براہین احمدیہ'' پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:

''ہماری رائے میں یہ کتاب اس زمانہ میں اور موجودہ حالات کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی۔ ... اور اس کا مؤلف بھی اسلام کی مالی و جانی و قلمی و لسانی و حالی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت کم پائی جاتی ہے۔ ہمارے ان الفاظ کو کوئی ایشیائی مبالغہ سمجھے تو ہم کو کم سے کم ایک کتاب بتادے جس میں جملہ فرقہ ہائے مخالفین اسلام خصوصاً آریہ و برہمو سماج سے اس زور شور سے مقابلہ پایا جاتا ہو اور دو چار ایسے اشخاص انصار اسلام کی نشاندہی کر لے جنہوں نے اسلام کی نصرت مالی و جانی و قلمی و لسانی کے علاوہ حالی نصرت کا بھی بیڑہ اٹھالیا ہو۔''

(رسالہ اشاعۃ السنہ۔ جلد 7، نمبر 6، صفحہ 169)

زکوٰۃ: اسلام کا ایک اہم رکن

زکوٰۃ اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ایک اہم رکن ہے اور حسبِ شرائط اس کی ادائیگی ضروری ہے۔ اس بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"سوا وے تمام لوگو جو اپنے تئیں میری جماعت شمار کرتے ہو۔ آسمان پر تم اس وقت میری جماعت شمار کئے جاؤ گے جب سچ مچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے۔ سو اپنی پنج وقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کیا کرو گویا تم خداتعالیٰ کو دیکھتے ہو اور اپنے روزوں کو خدا کے لئے صدق کے ساتھ پورے کرو۔ ہر ایک جو زکوٰۃ کے لائق ہے وہ زکوٰۃ دے۔"

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن، جلد 19، صفحہ 15)

زکوٰۃ جماعتی چندوں کا متبادل نہیں ہے۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ جن احباب پر زکوٰۃ کی شرائط پوری ہوتی ہوں ان کے لئے شرائط کے مطابق اس عبادت کا ادا کرنا ضروری ہے۔

خالد محمود نعیم
سیکرٹری مال
جماعت احمدیہ کینیڈا

تسلیم کرتی ہوں

محترمہ صاحبزادی امۃ القدوس صاحبہ

کیا نہ بندگی کا حق ادا تسلیم کرتی ہوں
مرے مولا مَیں اپنی ہر خطا تسلیم کرتی ہوں

یہی سب سوچ کر کے تو دلوں میں جھانک لیتا ہے
نہ کر پائی میں عرضِ مدّعا تسلیم کرتی ہوں

پڑا جو وقت تیرے در پہ روتی چیختی آئی
مگر نہ وقت پر مانگی دعا تسلیم کرتی ہوں

مگر اک بات ہے دنیا سے مَیں نے کچھ نہیں مانگا
کہ مَیں تو بس تجھے حاجت روا تسلیم کرتی ہوں

کرے گا مشکلیں کیا دُور وہ جو خود ہی بے بس ہو
تجھے ہی مَیں فقط مشکل کشا تسلیم کرتی ہوں

علیحدہ بات ہے بندے ہی نہ تجھ تک پہنچ پائیں
ترا در تو ہمیشہ ہے کھلا، تسلیم کرتی ہوں

بہت کمزوریاں ہیں مجھ میں یہ تسلیم کرنے میں
سدا مانع رہی میری انا تسلیم کرتی ہوں

مری اوقات سے بڑھ کر مجھے تُو نے نوازا ہے
مرے پل پل پہ ہے تیری عطا تسلیم کرتی ہوں

ہیں کتنی ٹھوکریں کھائیں مگر گرنے سے پہلے ہی
مجھے تُو نے سنبھالا بارہا، تسلیم کرتی ہوں

زباں پر بس رہا ہر دم ''میری خواہش میری مرضی''
نہ سوچا یہ ہے کیا تیری رضا تسلیم کرتی ہوں

کبھی صحرا پہ دل کے خشک سالی ایسی آتی ہے
نہ اک قطرہ بھی آنکھوں سے بہا تسلیم کرتی ہوں

بہت ہی ظلم مَیں نے جان پر اپنی کئے جاناں
بہت ٹالے ہیں تُو نے ابتلاء تسلیم کرتی ہوں

اسی اک بات پر مولا مرے تُو بخش دے مجھ کو
کہ مَیں بس اک تجھی کو ہی خدا تسلیم کرتی ہوں

تُو واحد ہے، یگانہ ہے، تُو اکبر ہے، تو اعلیٰ ہے
نہیں تجھ سا کوئی بھی دوسرا تسلیم کرتی ہوں

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے

محترم صاحبزادہ مرزا حنیف احمد صاحب وفات پا گئے

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن

احباب جماعت کو نہایت افسوس کے ساتھ یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پوتے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سارہ بیگم صاحبہ کے فرزند محترم صاحبزادہ مرزا حنیف احمد صاحب مورخہ 17 فروری 2014ء کو بوقت ساڑھے نو بجے رات طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ ربوہ میں 82 سال کی عمر میں انتقال فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔

آپ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ماموں تھے۔ آپ کچھ عرصہ سے مختلف بیماریوں کی وجہ سے علیل تھے اور صاحب فراش تھے۔

نماز جنازہ

آپ کی نماز جنازہ محترم پروفیسر صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی ربوہ نے مورخہ 19 فروری 2014ء کو بعد نماز ظہر مسجد مبارک میں پڑھائی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد دعا کروائی۔ نماز جنازہ اور تدفین کے موقع پر ربوہ اور دیگر شہروں سے کثیر تعداد میں احباب نے شرکت کی۔

نماز جنازہ غائب

21 فروری 2014ء کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ کے آخر میں مکرم صاحبزادہ مرزا حنیف احمد صاحب کی خدمات کا ذکر فرمایا۔ اور نماز جمعہ کے بعد ان کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

جماعت احمدیہ کینیڈا کے مراکز

محترم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے 21 فروری 2014ء کو مسجد بیت الاسلام ٹورانٹو میں نماز جمعہ کے بعد مکرم صاحبزادہ مرزا حنیف احمد صاحب کی نماز جنازہ غائب پڑھائی جس میں کثیر تعداد میں احباب و خواتین نے شرکت کی۔

اسی طرح جماعت احمدیہ کینیڈا کے دیگر مراکز میں بھی صاحبزادہ صاحب موصوف کی نماز جنازہ غائب ادا کی گئی۔

مختصر حالات زندگی

آپ 24 اپریل 1932ء کو قادیان میں پیدا ہوئے۔ 1959ء میں آپ کی شادی حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ کی صاحبزادی محترمہ سیدہ طاہرہ بیگم صاحبہ سے ہوئی۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے تمام بیٹوں کی طرح آپ کو بھی بچپن سے وقف کیا ہوا تھا۔ اس لحاظ سے ہی آپ کی تربیت اور تعلیم کے مراحل طے کرائے گئے۔ آپ نے مدرسہ احمدیہ اور جامعۃ المبشرین قادیان میں دینی تعلیم حاصل کی۔ میٹرک کا امتحان پرائیویٹ طور پر دیا۔ 1958ء میں بی اے کی ڈگری حاصل کی۔ لاء کالج لاہور سے 1962ء میں اس شرط پر ایل ایل بی کیا کہ وکالت کو بطور پیشہ اختیار نہیں کرنا۔

دینی خدمات

1962ء میں آپ خدمات سلسلہ کے لئے بیرون ملک تشریف لے گئے۔ 1962ء تا 1969ء بطور پرنسپل سیکنڈری سکول سیرالیون خدمت کی توفیق ملی۔

آپ علمی شخصیت کے مالک تھے۔ آپ نے 20 سال کی محنت اور تحقیق کے بعد قرآن کریم کے حوالے سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریر و تفسیر کے بحر بیکراں میں غوطہ لگا کر نہایت قیمتی ارشادات اور اُردو، فارسی اور عربی اشعار کا چناؤ اور الہامات اکٹھے کر کے ''حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم فہم القرآن'' کے نام سے ایک ضخیم کتاب مرتب کی جو دسمبر 2004ء میں طبع ہوئی۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس کتاب کے بارے میں محترم صاحبزادہ صاحب مرحوم کے نام ایک مکتوب میں فرمایا۔

''آپ کی کتاب تعلیم فہم قرآن'' ملی۔ جس میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم قرآن کو اس طرح مختلف مضامین کے تحت یکجا کیا گیا ہے کہ پہلے اس طرح کی کوشش نہیں ہوئی۔ اس کے اور بھی رستے آئندہ زمانوں میں کھلتے رہیں گے۔ لیکن آپ کو اللہ نے اپنے فضل سے اس خدمت میں اولیت عطا فرما کر بڑے اعزاز سے نوازا ہے۔''

(تعلیم فہم قرآن، صفحہ 7)

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عربی، فارسی اور اُردو ادب پر مشتمل دوسری کتاب ''ادب المسیح'' کے نام سے ترتیب دی۔ علمی و ادبی ذوق رکھنے والوں کے لئے یہ دونوں کتابیں قیمتی اثاثہ ہیں۔

پسماندگان

آپ نے پسماندگان میں اہلیہ محترمہ سیدہ طاہرہ بیگم صاحبہ، ایک صاحبزادہ اور تین صاحبزادیاں سوگوار چھوڑی ہیں۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

☆ محترم صاحبزادہ مرزا سلمان احمد صاحب، واشنگٹن ڈی سی امریکہ

☆ محترمہ صاحبزادی امۃ المومن حناء صاحبہ اہلیہ محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا خالد تسلیم صاحب، لاہور

☆ محترمہ صاحبزادی بینا مبارکہ صاحبہ اہلیہ محترم صاحبزادہ مرزا احسن احمد صاحب، سیسکاٹون، کینیڈا

☆ محترمہ صاحبزادی امۃ السمیع صاحبہ اہلیہ محترم نواب فرخ احمد خان صاحب، لاہور

ادارہ احمدیہ گزٹ کینیڈا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور آپ کے افراد خاندان سے دلی تعزیت اور دُکھ و افسوس کا اظہار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ صاحبزادہ صاحب مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

قسط نمبر 3

ہفت بندِ مظہر

در بیانِ مظالمِ 1974ء

غارت گری، زِ غارتِ بغدادؔ بر گُزشت ہر عہد و ہر وثیقہ و پیمان سوختند
تباہی بربادی بغداد کی تباہی و بربادی سے بھی بڑھ گئی انہوں نے تو ہر ایک میثاق اور عہدوپیمان کو آگ لگادی

(ترجمہ از رانا منظور احمد۔ بیت الاسلام لائبریری۔ کینیڈا)

محمد احمد مظہر

18 دسمبر 1982ء

بندِ سوم

مناجات بہ درگاہِ احکم الحاکمین

سب فیصلہ کرنے والوں سے بہتر فیصلہ کرنے والے کی بارگاہ میں التجائیں

ہر صبر راست غایتے، یا رب عنایتے!
ہر صبر کی ایک حد ہوتی ہے، اے پروردگار! تو مہربانی فرما (اور حالات کو سازگار بنادے)

کُو ظلم را نہایتے! یا رب عنایتے!
کیونکہ ظلم کی انتہا ہو گئی ہے۔ یا رب تو اب نظر عنایت فرما

تاریخ داں نویسد و ، گوید زِ حالِ ما
تاریخ دان لکھ رہا ہے اور ہماری حالت کے متعلق بیان کر رہا ہے

صد خونچکاں حکایتے، یا رب عنایتے!
سینکڑوں خونبار داستانیں پس اے ہمارے پروردگار۔ ہم تیری عنایت کے طلبگار ہیں

با ما بِرَفت ہرستم، گُو با صحابہ رفت
ہم پر ہر وہ ظلم گزرا ہے۔ جو صحابہ پر گزرا تھا

شُد زندہ، ہر روایتے، یا رب عنایتے!
ظلم کی ہر داستان دہرائی گئی ہے یا رب! نظر کرم فرما اور ان ظلموں کا خاتمہ کر دے

صد قریہ بُودہ شِعْبِ ابی طالبؔ، اَے دریغ
افسوس! سینکڑوں بستیاں شِعبِ ابی طالب بن گئی ہیں

برخاست ہر رعایتے، یا رب عنایتے!
ہر سہولت ختم کر دی گئی ہے۔ اے پروردگار کرم فرما اور ان سختیون کو ختم فرما دے

وحشت نِگر، کہ مسجد و مِنبر فروختند
ان کا وحشی پن دیکھ کہ مسجد اور منبر تک فروخت کر ڈالے ہیں

گم باد، اِیں دنایتے، یا رب عنایتے!
ایسی کمینگی کا ستیاناس ہو۔ اے پروردگار! ہم پر نظر عنایت فرما

کردند قتل و غارت و آتش زنی روا
قتل و غارت گری اور آتش زنی پر اُتر آئے ہیں

از حد شُدہ غوایتے، یا رب عنایتے!
گمراہی بہت زیادہ بڑھ گئی ہے اے پروردگار! تو ہماری حفاظت و نصرت فرما

غَیر از تونیست در ہمہ عالَم، تو دانیا
اے پروردگار! تو جانتا ہے کہ سارے عالم میں تیرے سوا

شنوائے اِیں شکایتے، یا رب عنایتے!
اس شکایت کو سننے والا کوئی نہیں ہے۔ پس تو مہربانی کر اور ہماری داد رسی فرما

از قہر و از جلالِ تو، بُود است بے خَبَر
تیرے قہر اور تیرے جلال سے زمانہ بے خبر ہو گیا ہے

خواہد زمانہ آیتے، یا رب عنایتے!
اور قہری اور جلالی جلوے کا طلبگار ہو رہا ہے (پس اے پروردگار تو ایسی ہی تجلی ظاہر فرما)

گہ آمد آنکہ، وا رَسَد، از بارگاہِ تو
وقت آن پہنچا ہے کہ جب تیری بارگاہ سے مظلوم کی حمایت کی جائے گی

مظلوم را حِمایتے، یا ربّ عنایتے!
اے پروردگار۔ ہم تیری اس کرم نوازی کے منتظر ہیں

گہ آمد آنکہ، سُنّت و دستورِ تو کند
وقت آن پہنچا ہے کہ جب تیری سُنت اور تیرا قانون
ہر ظلم را کفایتے، یا ربّ عنایتے!
ہر ظلم کا بدلہ چکائے گا۔پس اے پروردگار! ہم تیری اس عنایت کے منتظر ہیں
بر فضلِ تُست مُنْحَصِر، اَے داورِ جہاں
اے اس جہان کے مالک تیرے فضل و کرم پر ہی منحصر ہے
تعمیرِ ہر ولایتے، یا رب عنایتے!
ہر منصوبے اور پروگرام کی تکمیل۔ پس ہم تیری عنایاتِ کریمانہ کے طلبگار ہیں
صر صر وَزید و، گلشنِ ایں ملک پژمرید
تند اور گرم ہوا چلی جس نے اس ملک کے گلشن کو مرجھا دیا
یا ذوالکرم سِقایتے، یا رب عنایتے!
اے رحیم و کریم آقا! اپنے فضل سے رحمت کی بارش برسا
در شرق و غرب، از پئے ناموسِ مصطفےٰؐ
حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے قیام کے لئے مشرق و مغرب میں
افراشتیم رایتے، یا رب عنایتے!
ہم نے جھنڈا بلند کیا ہوا ہے۔اے پروردگار! تو اس مقصد کے حصول میں ہماری مدد فرما
دِلدادگانِ دین را کافر شُمردہ اند
انہوں نے دینِ اسلام پر فریفتہ اصحاب کو کافر سمجھ رکھا ہے
احبار را ہدایتے، یا رب عنایتے!
اے میرے پروردگار ان علماء سو کی ہدایت کے سامان فرما
"بعد از خدا بہ عشقِ محمدؐ مُخمّریم"
خدا تعالیٰ کے بعد ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں سرشار ہیں
"گر کُفر ایں بوَد، بخدا سخت کافریم"
اگر یہی کفر ہے تو بخدا ہم پکے کافر ہیں

☆☆☆☆☆

بندِ چہارم

گُمرہی ہائے رنگارنگ — وصف الحال
قسما قسم کی گمراہیاں — حقیقتِ حال کا بیان

رِندے بگُفت، قیمتِ مسجد حلال نیست
ایک زیرک اور بے باک شخص نے کہا کہ مسجد کو فروخت کرنا اور اسکی قیمت وصول کرنا حلال نہیں ہے
گُفتم کہ زیرِ آسماں اِیں را مثال نیست
میں نے جواب دیا کہ آسمان کے نیچے اس (ناکردنی حرکت) کی کوئی مثال نہیں ہے
گُفتا، شعارِ مولوی علم و عَمل بوَد
اُس نے کہا کہ مولوی کا طور طریق تو علم حاصل کرنا اور اُس کے مطابق عمل کرنا ہے
گُفتم طریقِ اُو، بجز جنگ و جدال نیست
میں نے جواب دیا، کہ اُسکا طریقہ تو لڑائی جھگڑے کے سوا اور کوئی نہیں ہے
گُفتا کہ، حِزبِ احمدیؐ، تبلیغِ دِیں کُنَدْ
اُس نے کہا کہ احمدی فریق تو دینِ اسلام کی تبلیغ کرتا ہے
گُفتم کہِ حِزبِ غَیر را اِیں جا مجال نیست
میں نے کہا کسی اور فریق کو اس کام کی طاقت و توفیق نہیں ہے
گُفتا، چہ تُحفہ، شیخ، از افریقہ آورید
اُس نے کہا بزرگوار افریقہ سے کیا تحفہ لائے ہیں
گُفتم، بہ جیبِ اُو، بجُز حُزن و ملال نیست
میں نے کہا کہ اُس کی جیب میں سوائے رنج و غم کے اور کچھ نہیں ہے
گُفتا، ہزار دَولتے، رُوئے زوال دِید
اُس نے کہا کہ ہزاروں سلطنتیں ایسی ہیں جن پر زوال آ گیا
گُفتم کہ، حزبِ ایزدی، صیدِ زوال نیست
میں نے کہا کہ خدائی فریق زوال کا شکار نہیں ہوتا
گُفتا کہ عزل و نَصب را، بینم شبانہ روز
اُس نے کہا کہ (دنیا میں) اتار چڑھاؤ اور ترقی و تنزل دن رات دیکھتا ہوں
گُفتم، اساسِ کار ہا، بر اعتدال نیست
میں نے کہا نہاد کاموں کی اعتدال پر نہیں ہے
گُفتا کہ، در معاشرہ حُبِّ وطن نماند
اُس نے کہا کہ معاشرہ میں وطن کی محبت نہیں رہی
گُفتم، ازیں بزرگ تر، ما را وبال نیست
میں نے کہا کہ ہم پر اس سے بڑا کوئی وبال نہیں پڑا
گُفتا کہ، بُودہ غارت و آتش زنی روا
اُس نے کہا کہ لوٹ مار اور آتشزنی جیسا (گھناؤنا فعل) جائز کر لیا گیا ہے
گُفتم، مآلِ آں ہمہ غیر از نکال نیست
میں نے کہا کہ انجام ان سب (بداعمالیوں) کا ذلت اور روسیاہی کے سوا اور کچھ نہیں

گفتا، ہزار زخم ہا ، ماندست بے قصاص

اُس نے کہا ہزارہا زخم ایسے ہیں جن کا بدلہ نہیں لیا گیا

گفتم، جراحتے ست، مگر اندمال نیست

میں نے کہا چیڑ پھاڑ تو ہے۔مگر زخم بھرنے کا سامان نہیں ہے

گفتا، اصول زندگی دانم قصاص را

اُس نے کہا کہ میں تو جرم کا بدلہ لینے کو ہی زندگی کا اصول سمجھتا ہوں

گفتم، ولے اصول را، اینجا سوال نیست

میں نے کہا بات تو آپ کی درست ہے لیکن یہاں پر اصول کو کوئی نہیں پوچھتا

گفتا کہ، ☆روزنامۂ تلبیس پیشہ کرد

اُس نے کہا کہ ایک روزنامہ ہے جس نے جھوٹ کی اشاعت کو وطیرہ بنا رکھا ہے

گفتم کہ در نصیب اُو، رزقِ حلال نیست

میں نے کہا کہ اُس کی قسمت میں حلال رزق کھانا نہیں ہے

گفتا، ☆جریدہ ایست، ز شرم وحیا بری

اُس نے کہا ایک شمارہ ہے جس نے شرم و حیا اُتار کر رکھ دی ہے

گفتم کہ، آں لئیم را، خوفِ مآل نیست

میں نے کہا کہ اُس کمینے لعنتی کو انجام بد کا خوف نہیں ہے

گفتا، برہنہ رقص ہم فنِ لطیف شد

اُس نے کہا کہ ننگے ناچ کو بھی اعلیٰ پائے کا ہنرسمجھا جانے لگا ہے

گفتم، دریں زمانہ، زیں بر تر کمال نیست

میں نے کہا کہ اس زمانہ میں اس سے بڑھ کر کوئی کمال نہیں ہے

گفتا، محال دانما، اصلاحِ حال را

اُس نے کہا کہ میں حالات کا درست ہو جانا(بہت) مشکل سمجھتا ہوں

گفتم، خدائے پاک را چیزے محال نیست

میں نے جواب دیا کہ خدائے تعالیٰ کے لئے کوئی کام بھی مشکل نہیں ہے

گوہر زِسنگ مے کُند، وزموم انگبیں

پتھر میں سے ہیرا بنا دیتا ہے۔ اور موم میں سے شہد

کون و مکاں، نہادہ، بر دلیزِ اُو جبیں

تمام عالم موجودات اُس کی فرمانبرداری میں سرنگوں ہے

نوٹ: ☆روزنامہ/جریدہ۔نوائے وقت۔کہ اس نے فتنہ فساد کو ہوا دینے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا۔

بقیہ از تصدیق المسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

کیونکہ بغیر امام کے تو کوئی صدی نہیں۔ امریکہ میں ہو یا افریقہ میں یا مصر میں یا استنبول میں یا افغانستان میں۔میں انشاء اللہ وہیں جا پہنچوں گا۔آپ احسان فرمائیے اور پتہ لے دیجئے اور اگر آپ خود ہی ہیں تو دعویٰ فرمائیے، میں حاضر ہوں۔'' اس کے بعد میں چلا آیا اور قادیان آ کر'' فریادِ دردِ اسلام '' ایک اشتہار لکھا۔اس میں میں نے یہی سوال تمام گدی نشینوں، متصوفین وفقراء سے کیا اور چھپوا کران کو بھی بھیج دیا۔امرتسر آئے تو میں بھی اتفاقاً وہاں پہنچا۔کچھ پھل پھلاری لے کرحاضر ہوا۔کہنے لگے'' تُو بڑا بے ادب ہے، تو نے ہمیں اشتہار چھاپ کر کیوں بھیجا۔ یہ گستاخی ہے۔'' میں نے کہا'' حضور! یہ غلطی زمانے نے کرائی۔ میں نے انگریزی پڑھے ہوؤں سے یہی سنا کہ گورنروں لیفٹیننٹوں اور بڑی بڑی سرکاروں میں آج کل چھاپ کر عرضی پیش کرتے ہیں۔معاف فرمائیے!'' کہنے لگے'' ہاں معاف ہے۔'' میں نے کہا'' یہ پھل تو قبول ہوں اور مجھے دوات قلم کاغذ ذرا منگوا دیں۔میں یہیں ہاتھ سے لکھ کر سوال پیش کر دیتا ہوں۔'' ٹال گئے اور میں نے بھی زیادہ اصرار مناسب نہ سمجھا۔

اس پاک کتاب کا فہم اور اس پر عمل کی توفیق مجھے مرزا کی طفیل حاصل ہوئی اور یہ اس کی راستبازی کی نشان ہے۔''

6۔'' قرآن جیسی پاک کتاب۔اسلام جیسا فطرت کے مطابق دین، اس کے بارہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کی طرف ہدایت اسی کی ہوگی جس میں تین باتیں ہوں گی۔

ایکؔ تو ایمان بالغیب۔کیونکہ میں نے دیکھا ہے کہ دنیا کے تمام کارخانے، تمام علوم کی تحصیل پہلے فرض وایمان بالغیب پر مبنی ہے، پس ایک طالب حق کو چاہئے کہ دین کے معاملہ میں بھی پہلے غیب پر ایمان لائے۔

دومؔ۔کچھ خدا کے نام پر صدقہ وخیرات دینے کا عادی ہو۔کیونکہ بعض اوقات محتاج کے منہ سے ایسی دعا نکل جاتی ہے کہ جا تیرا دونوں جہانوں میں بھلا۔اور پھر اس دینے والے کا بیڑا پار ہو جاتا ہے۔

سومؔ۔دعا کا عادی رہے۔حق کی طلب صادق بھی دعا کہلاتی ہے۔جو دعا نہیں کرتا، جو کسی چیز کو پانے کی خواہش نہیں کرتا اور اس کے پانے کے اسباب مہیا نہیں کرتا وہ ہرگز اُس چیز کو نہیں پاتا۔

پس حضرت مرزا صاحب کے معاملہ میں بھی یہ طریق ہے کہ ایمان بالغیب لاؤ۔صدقہ وخیرات کرتے رہو اور دعا کرتے رہو کہ حق مجھ پر ظاہر ہو جائے۔میں یقین رکھتا ہوں والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا ط (سورۃ العنکبوت 70:29) کے مطابق اسے اللہ تعالیٰ خود مرزا صاحب کی سچائی بتا دے گا۔یہ بڑی پکی بات ہے، جو چاہے تجربہ کر لے۔''

(روزنامہ الفضل قادیان۔3 ستمبر 1913ء، صفحہ 8)

بقیہ از ہیومینیٹی فرسٹ

ہیومینیٹی فرسٹ اس وقت دنیا کے تقریباً اکتالیس ممالک میں انسانیت کی فلاح و بہبود کے لئے سر گرمِ عمل ہے۔ دنیا بھر میں پائے جانے والے ضرورت مند لوگوں کی مدد مذہب وعقائد، قوم وملت، ثقافت ومعاشرت یا معاشی وسیاسی وابستگی سے بالاتر ہو کر کی جاتی ہے۔ ہیومینیٹی فرسٹ انتہائی کم اخراجات سے اپنے منصوبے پائے تکمیل کو پہنچاتی ہے۔اور آپ کے دیئے گئے عطیات کو ان کے حقیقی حقداروں تک پہنچانے کے لئے ہمارے سینکڑوں رضا کار ہمہ وقت اور ہمہ تن کوشاں رہتے ہیں۔

فجزاھم اللہ احسن الجزا

ہیومینیٹی فرسٹ کینیڈا کی خدمات

نائجر میں ایک ماڈل ویلیج کی تعمیر کا شاندار منصوبہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ارشاد فرمایا ہے کہ ایسے لوگوں کے لئے جو کہ زندگی کی بنیادی سہولیات سے محروم ہیں ہیومینیٹی فرسٹ کینیڈا کو ہر سال ایک ماڈل ویلیج بنانا چاہئے۔

الحمدللہ، اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اور حضور انور کی رہنمائی اور ہدایات کے مطابق ہیومینیٹی فرسٹ کینیڈا کو نومبر 2013ء میں International Ahmadiyya Artichecture Engineering Association of (IAAAE) کے تعاون سے پہلا ماڈل ویلیج نائجر میں مکمل کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

ہیومینیٹی فرسٹ کینیڈا نے افریقہ کے غریب اور پس ماندہ علاقوں کو مدِنظر رکھتے ہوئے گزشتہ سال ماڈل ویلیج کے پراجیکٹ پر کام شروع کیا اور مناسب جگہ تلاش کی۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے نائجر میں واقع ایک گاؤں ''ڈنڈاجی مکاؤ'' کا انتخاب کیا گیا کیونکہ یہ گاؤں بنیادی ضروریاتِ زندگی یعنی بجلی اور صاف پانی سے محروم تھا۔ یہ گاؤں مرادی شہر سے 70 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے اور یہاں تقریباً 600 سے زائد افراد آباد ہیں۔

ہیومینیٹی فرسٹ کینیڈا کے چیئرمین مکرم ڈاکٹر سید محمد اسلم داؤد صاحب نے پراجیکٹ کے بارہ میں بتایا کہ:

''ہم کوئی بلند و بالا دعوے نہیں کرتے کہ کوئی شاندار عمارات یا یونی ورسٹیاں تعمیر کر رہے ہیں یا صنعت و حرفت کے کارخانے چلا رہے ہیں۔ ہیومینیٹی فرسٹ تو صرف ان گاؤں میں رہنے والے لوگوں کی زندگی کو آسان بنانے کی کوشش کر رہی ہے۔ ہم ان کے لئے بجلی، پینے کا صاف پانی اور بنیادی تعلیم مہیا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہم ایک ایسے ملک میں رہتے ہیں جہاں یہ چیزیں ہماری زندگی کا ایک لازمی جزو ہیں لیکن ان دیہاتوں میں رہنے والوں کے لئے یہ سب کچھ ان کے اچھے مستقبل کی شروعات ہیں۔''

نائجر میں تعمیر کردہ اس ماڈل ویلیج میں ہیومینیٹی فرسٹ کینیڈا نے دو بنیادی سہولیات فراہم کی ہیں۔

1۔ پینے کے صاف پانی کی فراہمی کا نظام

2۔ بجلی کی پیداوار اور فراہمی کا نظام

پینے کے صاف پانی کی فراہمی کا نظام

گاؤں میں پانی کی فراہمی کا نظام شروع کیا گیا ہے جس سے گاؤں والوں کو پینے کا صاف پانی مہیا ہوتا ہے۔ اس نظام کے درج ذیل اہم نکات ہیں۔

☆ زمین کے اندر تقریباً 135 میٹر تک سوراخ کر کے وہاں سے پانی حاصل کیا گیا۔

☆ اس پانی کو لیبارٹری میں ٹیسٹ کروایا گیا جو کہ پینے کے لئے صاف پانی کے طور پر تصدیق شدہ ہے۔

☆ زمین سے تقریباً 80 میٹر نیچے ایک سولر پمپ لگایا گیا جو کہ سورج کی روشنی سے پیدا ہونے والی بجلی سے چلتا ہے۔

☆ زمین سے تقریباً 6 میٹر بلندی پر پانی کا ایک ٹینک لگایا گیا جس میں بیس ہزار لیٹر تک پانی محفوظ کیا جاسکتا ہے۔ پانی کو زمین سے نکال کر سولر پمپ کے ذریعہ اس ٹینک میں جمع کیا جاتا ہے۔

☆ پانی کے اس ٹینک میں جمع شدہ پانی کو پائپ لائنوں کے ذریعے گاؤں میں 6 مختلف مقامات پر پہنچایا جاتا ہے۔ جس کے لئے تقریباً 500 میٹر طویل پائپ لائنز بچھائی گئی ہیں تا کہ پانی کو گاؤں والوں سے نزدیک تر پہنچایا جاسکے۔

☆ یہ پانی پینے کے علاوہ مختلف مقاصد مثلاً صفائی، کھیتی باڑی وغیرہ کے لئے بھی استعمال ہوسکتا ہے۔

☆ اس کے علاوہ جانوروں کے پینے کے لئے بھی پانی کا ایک بڑا حوض تعمیر کیا گیا ہے۔

بجلی کی پیداوار اور فراہمی کا نظام

گاؤں میں بجلی کی پیداوار کا خودکار نظام متعارف کرایا گیا۔ اس نظام کے تحت سورج کی روشنی سے بجلی پیدا کی گئی اور گاؤں کو بجلی فراہم کی گئی۔ اس مقصد کے لئے 22 سولر پینل لگائے گئے جو کہ دن کی روشنی میں حرارت کو جذب کر کے اسے بجلی میں منتقل کرتے ہیں۔ اس بجلی کی فراہمی کے لئے دو نظام بنائے گئے ہیں۔

اس نظام کے تحت پیدا ہونے والی بجلی کو سولر پمپ چلانے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ تقریباً 12 سولر پینلز کی مدد سے بنائی گئی اس بجلی سے تقریباً 6 گھنٹے تک روزانہ پمپ چلایا جاتا ہے جو کہ زمین سے پانی کو نکال کر اوپر ٹینک میں جمع کرتا ہے جہاں سے پانی گاؤں میں مہیا کیا جاتا ہے۔

1۔ اس نظام کے تحت پیدا ہونے والی بجلی کے لئے تقریباً 10 سولر پینلز لگائے گئے۔ اس بجلی کو گاؤں میں رہنے والے لوگوں کے مختلف مقاصد میں استعمال کیا جاتا ہے۔ مثلاً:

☆ 60 گھروں میں بجلی کی روشنی مہیا کی گئی۔

☆ اس کے علاوہ ایک مسجد اور کمیونٹی سینٹر میں روشنی فراہم کی گئی۔

☆ گاؤں کے مختلف مقامات اور گلیوں میں بھی روشنی فراہم کی گئی۔

مستقبل کا منصوبہ

ہیومینیٹی فرسٹ کینیڈا مستقبل میں بھی ایک ایسے گاؤں کی تعمیر کا ارادہ رکھتی ہے۔ جس میں درج ذیل چیزیں شامل ہیں۔

1۔ پیشہ ورانہ ٹریننگ سینٹر

2۔ تعلیمی سہولیات

3۔ سڑکوں کی مناسب تعمیر

ہیومینیٹی فرسٹ کینیڈا اُن تمام لوگوں کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتی ہے جنہوں نے مالی طور پر یا اپنا قیمتی وقت نکال کر اس کارِ خیر میں معاونت کی۔ خاص طور پر مکرم میاں محمد سلیم صاحب کینیڈا، مکرم ادریس احمد صاحب یوکے اور جماعتِ احمدیہ نائجر، جن کی انتھک محنت اور کوششوں سے یہ فلاحی منصوبہ پایہ تکمیل تک پہنچا۔ یہاں یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ مکرم میاں سلیم صاحب نے تقریباً ایک مہینہ نائجر میں گزارا اور اپنی تکنیکی قابلیت سے اس کام کو مکمل کروایا۔

فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

(باقی صفحہ 27)

اعلانات

احباب جماعت سے گزارش ہے کہ گزٹ میں شائع کروانے کے لئے جلد از جلد اعلانات لکھ کر بھجوایا کریں۔ اعلانات مختصر مگر جامع اور مکمل ہوں۔ براہ کرم اپنا مکمل پتہ اور ٹیلی فون یا سیل نمبر ضرور لکھیں

دعائے مغفرت

جنازہ غائب

محترم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے 14 فروری 2014ء کو مسجد بیت الاسلام ٹورانٹو میں نماز جمعہ کے بعد درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

☆ مکرمہ کلثوم آرا بیگم صاحبہ

15 جنوری 2014ء کو مکرمہ کلثوم آرا بیگم صاحبہ اسلام آباد میں 93 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی۔ مرحومہ، مکرم میجر (ر) ظفر محمود ملک صاحب ویسٹن ازلنگٹن اور مکرمہ آصفہ فاروقی صاحبہ مسس ساگا کی والدہ محترمہ تھیں۔

☆ مکرم محمد اکبر صاحب

29 جنوری 2014ء کو مکرم محمد اکبر صاحب سیالکوٹ 70 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی۔

مرحوم، محترمہ عاطفہ نوید صاحبہ اہلیہ مکرم نوید فرزند صاحب برامپٹن کے والد اور مکرم مظہر احمد طاہر صاحب پیس ولیج ساؤتھ ایسٹ کے ہم زلف تھے۔

☆ مکرم غلام نبی صاحب

یکم فروری 2014ء کو مکرم غلام نبی صاحب ربوہ میں 97 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم، محترمہ شگفتہ نسرین صاحبہ اہلیہ مکرم مبارک احمد صاحب سنٹرل ٹورانٹو کے والد تھے۔

☆ مکرمہ امۃ السلام کاہلوں صاحبہ

3 فروری 2014ء کو مکرمہ امۃ السلام کاہلوں صاحبہ، نبی سرروڈ ضلع تھرپارکر سندھ میں 77 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی۔ مرحومہ، مکرمہ رافعہ کاہلوں صاحبہ، وان نارتھ اور مکرم عامل کاہلوں صاحب پیس ولیج ایسٹ کی پھوپھی تھیں۔

☆ مکرمہ وزیر بیگم صاحبہ

14 فروری 2014ء کو مکرمہ وزیر بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم فخر اقبال شبلی صاحب راولپنڈی میں 77 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی۔ مرحومہ، مکرم میجر سجاد احمد ملک صاحب ووڈبرج، محترمہ عذرا بیگم صاحبہ مانٹریال کی والدہ محترمہ تھیں اور مکرم کرنل (ر) دلدار احمد صاحب سیکرٹری بیت الاسلام مشن ہاؤس کی سمدھن تھیں۔

ادارہ اس سانحہ کے موقع پر مرحومہ کے تمام عزیز و اقارب سے دلی تعزیت کرتا ہے۔

☆☆☆☆☆

محترم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے 21 فروری 2014ء کو مسجد بیت الاسلام ٹورانٹو میں نماز جمعہ کے بعد درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

☆ مکرم محمود احمد خان صاحب

11 فروری 2014ء کو مکرم محمود احمد خان صاحب لاہور میں 95 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

مرحوم نے پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ سات بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ مکرم عبدالواسع خاں صاحب برامپٹن کے چچا اور مکرم عبدالمتین خاں صاحب رضا کار بیت الاسلام مشن ہاؤس کے ماموں تھے۔

ادارہ اس سانحہ کے موقع پر مرحوم کے تمام عزیز و اقارب سے دلی تعزیت کرتا ہے۔

☆ مکرمہ زکیہ بیگم صاحبہ

14 فروری 2014ء کو مکرمہ زکیہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم راجہ سلیم احمد صاحب مرحوم لاہور میں 70 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی۔

مرحومہ نے پسماندگان میں سات بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ محترمہ جمیلہ چوہدری صاحبہ اہلیہ مکرم پروفیسر ہادی علی چوہدری صاحب وائس پرنسپل جامعہ احمدیہ کینیڈا کی والدہ تھیں اور مکرم راجہ نعیم احمد ظفر صاحب رضا کار بیت الاسلام مشن ہاؤس کی بھاوجہ تھیں۔

ادارہ اس سانحہ کے موقع پر مرحومہ کے تمام عزیز و اقارب سے دلی تعزیت کرتا ہے۔

☆ مکرم چوہدری نذیر احمد صاحب

17 فروری 2014ء کو مکرم چوہدری نذیر احمد صاحب لندن یو کے 74 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 20 فروری 2014ء مسجد فضل کے احاطہ میں ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ مرحوم نے پسماندگان میں تین بیٹے اور دو بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ مکرم جاوید اقبال صاحب اور مکرمہ نجمہ پروین صاحبہ وان نارتھ کے والد محترم تھے۔

☆ محترمہ فرحت باسط صاحبہ

18 فروری 2014ء کو محترمہ فرحت باسط صاحبہ اہلیہ مکرم کرنل (ر) راجہ باسط احمد صاحب سابق صدر جماعت احمدیہ کیلگری حال ایبٹ آباد میں 67 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ تدفین ربوہ میں ہوئی۔ مرحومہ نے پسماندگان میں دو بیٹے اور ایک بیٹی یادگار چھوڑے ہیں۔ محترمہ عنبرین علی صاحبہ اہلیہ مکرم راجہ علی صاحب نواسکوشیا کی والدہ تھیں۔ محترمہ آصفہ اسلم صاحبہ اہلیہ مکرم کمانڈر (ر) محمد اسلم چوہدری صاحب ایڈیشنل سیکرٹری بیت الاسلام مشن ہاؤس کے چھوٹے بھائی کی اہلیہ تھیں۔

ادارہ اس سانحہ کے موقع پر مرحومہ کے تمام عزیز و اقارب سے دلی تعزیت کرتا ہے۔

احباب سے درخواست ہے دعا کریں اللہ تعالیٰ مذکورہ بالا تمام مرحومین کے درجات بلند فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ جگہ دے اور ان کے تمام لواحقین اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین۔